

# شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز  
بانس مسجد بھیرہ (پنجاب)

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب گوی

سالار چشتیہ

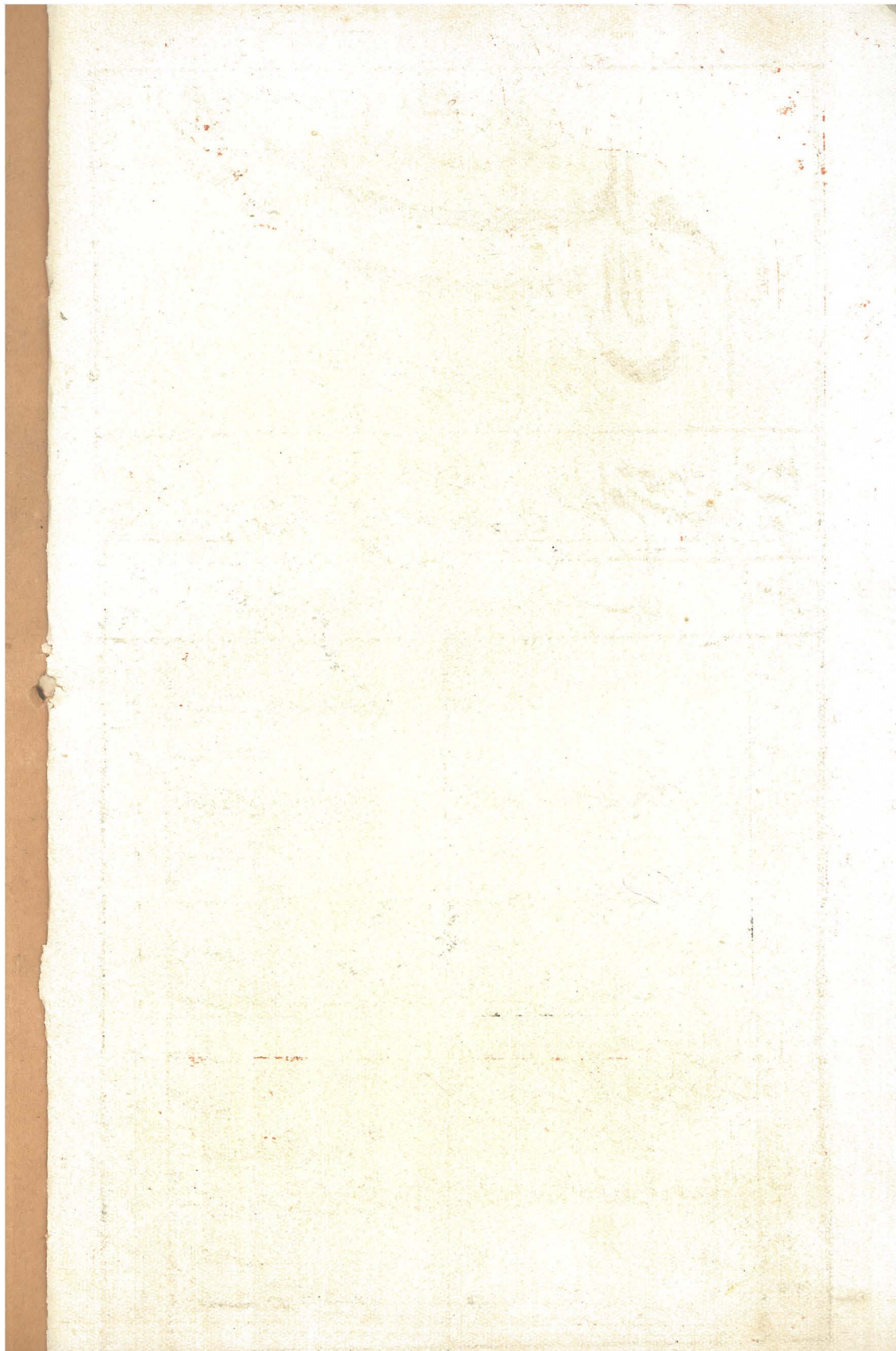
ڈیر محمد پور

امیر حزب الانصار بھیرہ

پنجاب

مفتاح احمد گوی





# شمس مہتاب

## مقام اشاعت جامع منہجہ

جلد ۹ بابت ماہ ماتح ۱۹۳۸ء محرم الحرام ۱۳۵۷ھ نمبر ۳

نمبر شمار فہرست مضامین صفحہ

۱	تذرات	۲	مدیر
۲	باب التفسیر (معارف قرآن)	۷	ادارہ
۳	باب الحدیث	۹	(۱۱)
۴	فتاویٰ قاسمیہ	۱۱	از حضرت مولانا میر غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی
۵	اسباب نزول آیت	۱۲	(ماخوذ)
۶	گناہوں کی درگاہ	۱۷	از عجب مولوی سید فی الدین صاحب راق نگینوی
۷	زوال النورین	۱۷	(ماخوذ)
۸	حکومت پنجاب کو نہایت ضروری انتباہ	۱۸	جناب حاجی بشیر احمد صاحب امرتسر
۹	دھوکہ	۲۲	جناب مولوی محمد حسین صاحب شوق پلاٹوی
۱۰	آخری نبی	۲۵	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ خزانہ انصار
۱۱	سلسلہ ہبائیہ اور فرقہ مرزائیہ	۲۸	" " " " " "
۱۲	نگین سنی اور کلب علی شیعہ کی شاہچوں ملاقات	۳۲	جناب خان راہ غلام احمد خان صاحب نگین
۱۳	عرض حال	۳۸	مدیر
۱۴	فہمکت الذی کفر	۳۹	مدیر

# شذرات

حج - اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد گار ہے۔ حج حضرت ہاجرہ کے اہل کی زندہ جاوید تفریب ہے۔ حج اسلامیان عالم کی عظیم الشان کانفرنس ہے۔ حج والہانہ عشق کا مظاہر ہے۔ حج مساوات فقیدانہ نظر منظر ہے۔ حج ظاہر کرتا ہے کہ زندہ قوم اپنی وحدت کیلئے متحدہ مرکز کے بغیر شرف و عزت کی زندگی بسر نہیں کرتی۔ حج اس امر کی سالانہ دعوت ہے کہ مسلمانوں کو اپنی مرکزیت کا سر آں خیال رکھنا چاہئے مسلمان حج کے ذریعے ساری کائنات پر انبار عبادت قائم کر سکتے ہیں۔ مسلمان حج کی وساطت سے اپنی اخلاقی مالی اور اقتصادی حالت میں حیرت انگیز ترمیم کر سکتے ہیں۔ منقصہ کہ حج گوناگوں روحانی و جسمانی دینی و دنیوی برکات و منافع کا سرچشمہ ہے۔ تھامس آرنلڈ اپنی شہرہ آفاق کتاب پرنسپل آف اسلام میں رقمطراز ہے کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حج کا ایک ایسا اجتماع تجویز فرمایا۔ کہ دنیا جی کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے“ ہماری بدبختی سے ان دنوں حج پر ڈاکر ڈالنے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ مزراحہ کے ہونا مرزا فرزند مرزا محمود صاحب نے سالانہ جلسہ قادیان کو ”وفاقی حج“ قرار دیکر ”وفاقی“ اور ”بروزی“ حج کی طرح ڈالی۔ اچھا ہوا۔ کہ ملت اسلامیہ کے زبردست اعتراضات سے دیگر مرزا محمود صاحب ظلی کو تحقیقی کانباس پنپانے سے رک گئے۔ ورنہ جیسے بقول ان کے ان کے والد صاحب ظلی نبی یعنی تحقیقی نبی تھے۔ اگر وہ ظلی یا بروزی حج کو واقعی حج فرما دیتے تو انگریزی راج میں آپ کی زبان اور آپ کے قلم کو اپنی جولانی دکھانے سے کون روک سکتا تھا۔ اور ویسے بھی خود کا ششہ پودے کی حفاظت ہی کیا کرتے ہیں۔ اسے برا نہیں کرتے لیکن جو کام مرزا محمود صاحب بھی نہیں کر سکے۔ وہ لواری رسدہ کے ایک سپر صاحب کرنا چاہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے دادا کا عرس مناتے ہیں۔ اور اپنے ماں و ہی تقاب کرتے ہیں۔ جو حج کے لوازمات میں سے ہیں۔ سندھ کی جمعیۃ العالمیہ حج کے خلاف ہے۔ اور پانچویں سے زائد مسلمان اس سنا بھی حج کی مخالفت کے باعث جیلوں میں جا چکے ہیں۔ اور سنت یوسفی ادا کر رہے ہیں۔ آپ کے ان ناشدنی اعمال کی آڑ لینے والے خود غرض حضرات لگے ہاتھوں مشائخ عظام کے خلاف اپنے دل کی دیرینہ بھڑاس نکال رہے ہیں۔ ہم صاف الفاظ میں اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی خانقاہ۔ مقدس سے مقدس بزرگ کا مزار خایہ کعبہ اور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضریٰ کی ایک اینٹ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتے آپ حیات بھی اب مرزم کے ایک قطرے کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ بیت اللہ کے بغیر کسی اور مقام کے طواف کو فرضیتہ حج تصور کرتے ہیں وہ اسلام سے خارج ہیں۔ وہ خدا کے باغی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خلاف جو شخص بھی کوئی اقدام کرے۔ اور مشیخت کا بھی دعویٰ کرے۔ تو ہم اسے پیر تو کہا ایک نیک انسان بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ امید ہے کہ پیر لواری صاحب راہ راست پر آجائیں گے۔ اگر وہ اپنی خدا اور کفر پر اڑے رہے تو دنیا کے اسلام

ان کی پیش از پیش مخالفت پر مجبور ہو جائیگی۔

**بدعات محرم۔** سیدنا حسین نے یزید کا مقابلہ کیا آپ نے راہ حق میں اپنی جان نثار کر دی۔ آپ نے وطن قربان کر دیا۔ آپ نے اپنے کنبہ کی رب کے نام پر قربانی کی۔ آپ نے اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگی بچھا کر دی۔ آپ نے خلافت کی لالچ رکھ لی۔ آپ نے صدیق اکبر کے خاوس کو صنائع نہ ہونے دیا۔ آپ نے خارقہ شان دکھائی۔ آپ نے استغناء عثمان کا منہ نہیں کیا۔ آپ نے حیدری اوصاف کی ترجمانی کی۔ آپ نے فسق و فجور کے خلاف جہاد کیا۔ آپ نے منافقت اور تقیہ کے درخت کی جڑیں ملا دیں۔ آپ نے وطن سے ہجرت کی۔ آپ نے کربلا کے لہجہ و ذوق صحرا میں جاں سپر بیاں گوارا کی۔ لیکن طمع اور خود غرضی کے دھبہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ آپ نے سخت سہل ہونے کے باوجود اپنے اظہار حق سے حضور مکرہ زاد کی۔ آپ نے شریعت کی آبرو کے لئے خون کا آخری قطرہ بہایا۔ مگر حیرت ہے کہ جس طرح نیریوں نے آپ کے مشن کو برباد کرنا چاہا۔ آج نام نہاد مسلمان اپنی نادانی سے آپ کی پاک تعلیم کو ٹھکرا رہے ہیں۔ رومی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ورنہ بسیار اندر دنیا یزید

یک حسین نیست کو گرد و شہید

ضرورت تو یہ تھی کہ الحاد کی نیریت کا مقابلہ کیا جاتا۔ جو طاقتیں مذہب کو پامال کر رہی ہیں۔ ان کی کوششوں کو خائب و خاسر کرنے کے لئے کمر بستہ باز نہی جاتی۔ اسلام کا علم بلند کیا جاتا۔ اور ملت کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا جاتا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے شجاعت کا درس دیا۔ رسالت کا سبق پڑھایا۔ مردانگی کے جوہر دکھائے۔ لیکن ہم نہ دعوتوں کی مانند سینہ کوئی کر رہے ہیں۔ اسلام تنوعات کو بھی بال نوچنے خاک اڑانے اور ماتم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ حضور فرماتے ہیں، جو فرط غم کے باعث اپنے کپڑے پھاٹتا ہے۔ اپنے منہ پر ٹھاپے لٹاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے، ہمیں دوسروں سے کیا سروکار؟ ہم نے اپنی گتہ گار آنکھوں سے یہ بھی دیکھا ہے کہ سنی کھلانے والے جوان اور بوڑھے سپٹ رہے ہیں۔ اور ”حسین“ یا ”حسین“ کا نعرہ لگا رہے ہیں یا رکھو کہ آپ کا نام مبارک منہ سے نکالنے ہی رضی اللہ عنہ کہنا لازمی ہے۔ ذوق سلیم کے رو سے یا محمد، یا علی اور یا حسین گناہ نافی ادب ہے دنیا کی شاید ہی کوئی مذہب قوم ایسی ہو کہ جس میں مرد چپے ہوں۔ لیکن ہم میں ایسا کرنے والے موجود ہیں۔ سیاسی تحریکوں میں بھی ہندو عنصر کے غلبہ کے باعث لوگ دو سیاپے، کو ایک صورت احتجاج خیال کرتے ہیں۔ مگر اس سیاسی سیاپے میں بھی اپنے دشمن کا نام لیکر بیٹھا جاتا ہے۔ لہذا سیاسی سیاپا ہی کرنا ہو۔ اور یزید کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا مصلحت ہو تو ما۔ یزید کیوں نہیں کہتے، اسلامی لفظ گاہ سے یہ سیاسی سیاپا بھی سراسر لغو حرکت ہے۔ اندھیر ہے کہ جس پاک ہستی نے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کی جس نے کربلا میں قرآنہ درویشانہ و مجاہدانہ طریق پر وقت بسر فرمایا۔ اس کا رد و الجناح اس ٹھاکھ سے نکالا جاتا ہے کہ گویا وہ بہت بڑے

مذہب دار کی سولہ سی آپ کے گھوڑے پر طلائی زین کہاں تھی؟ آہ فوا الجملہ کے عقب میں فاحشہ عورتیں ہوتی ہیں تخت ہوتے ہیں۔ اگر حسین رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ تو ان کو یا تو راہ راست پر لائیں۔ یا انہیں سنگسار کر دیں، تعزروں، مہندیوں اور ٹپلوں کو دیکھ کر کون سی عبرت پیدا ہو سکتی ہے؟ نادان محبتوں نے سانچہ شہادت کو میلہ کے رنگ میں رنگ کر دیا ہے۔ شہادت کا اس قدر جھوم ہوتا ہے کہ تو بڑی جھلی۔ مردوں اور عورتوں کے اہتمام میں اس حکم پر کون عمل کر سکتا ہے کہ انہیں نیچی رکھو مستورات آواز نہیں دے سکتیں۔ اونچی آواز سے بلیک نہیں کر سکتیں۔ کیا مرثیہ پڑھ سکتی ہیں۔ فوج بگ تریم لاپ سکتی ہیں؟ عزیز! سوچو کیا شریعت میں ان امور کی اجازت ہو سکتی ہے؟ حسین فدا قائم کرو تبلیغ کرو غزوا کی پرورش کے لئے تیغ کی تربیت کے لئے منظم کوشش کرو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقصد کے ساتھ تیری سی سلوک نہ کرو سنی بھائیو کیا تعزیر کے کاٹنا اظہارِ غم ہے؟ کیا تاشے بجانا، ڈھول پیٹنے شیوہ اسلامی ہے؟ کیا آتش بازی کے لئے روپے برباد کرنا اسراف نہیں؟ کیا ان لغویات سے پاک امام علیہ السلام کی روح خوش ہو سکتی ہے؟ ہوش کرو۔ زمانہ بڑا نازک ہے۔ قوم بے حد غفلت ہے۔ نادار ہے۔ یہ وقت مہلوں اور حشمتوں کا نہیں۔ امید ہے کہ سنی انجمنیں اور سنی علمائے عوام کو بدعاتِ محرم سے بچانے میں متقدم و رہبر بھی ضرور کریں گے۔

**تحفظ شریعت** مسجد شہید گنج کا فیصلہ ہمارے لئے صدائے عبرتوں اور نصیحتوں کا دفتر ہے ہوئے ہے۔ ہائی کورٹ نے بھی تسلیم کر لیا۔ کہ شہید گنج واقعی مسجد ہے۔ لیکن یہ کہا کہ چوک سکھوں کا اس پر قبضہ ہے اور ان کے قبضہ مخالفانہ کو ۱۲ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اسلئے ایسی جاب سکھوں کی ملکیت ہے سکھ جس طرح چاہیں اس مسجد سے سلوک کر سکتے ہیں۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ مقدمہ کا فیصلہ شریعتِ محمدیہ کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ پنجاب (لازمی) ضوابط پنجاب، ایڈیشن ایکٹ (قانونِ معیار) نے شریعتِ محمدیہ میں ایک گونہ ترمیم کر دی ہے۔ اس وقت ملت کے سامنے سوال صرف شہید گنج کی مسجد کا نہیں بلکہ تحفظ شریعت کا ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھیں تو شریعت کی توہین کے سب سے بڑے مجرم قومِ مسلمان ہیں۔ کیا ایسے مسلمان نہیں ہیں جو عدالتوں میں بربلا کہتے ہیں کہ انہیں رواج کا فیصلہ منظور ہے شریعت کا فیصلہ مطلوب نہیں ویسے بھی ہندوستان لازمی جس فقہ کو فقہ محمدیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیا اس میں رسوم رواج کا عنصر نمایاں نہیں؟ کیا کتابی صورت میں بھی ٹھٹھان لا، وہی ہے کہ جسے ہم ٹھٹھہ اسلامی فقہ کہہ سکتے ہیں۔

غیر مسلمان، سرفروش مسلمان شہید گنج مسجد کی ایک ایک اینٹ پر اپنا خون قربان کر سکتا ہے۔ لیکن کیا اس کی شہادت سے ہمارے مروجہ قانون میں ترمیم ہو سکتی ہے؟ کیا اس تہذیب کی جو دیرینہ ہے ذمہ داری علماء و پر علماء نہیں ہوتی اس کے لئے جوش درکار نہیں خروش مطلوب نہیں۔ اسکے لئے ٹھٹھوں کا کام کی حاجت ہے اگر سر میں گورد کے پانچ کے تہکامہ میں مسلمانوں نے سکھ بھائیوں کی مخلصانہ اعانت کی۔ گوردوارہ ایکٹ کے وضع و نفاذ میں مسلمانوں نے

سکھوں کی تائید کی۔ احسان شناسی کا جذبہ چاہتا تھا کہ سکھ حضرات ہمارے جذبات کی قدر کرتے۔ اور زمین کا ایک قطعہ جو ہمارے نزدیک مقدس ہے ہمیں دیکر وطن کی صحیح خدمت کرتے۔ انگریز جو ہماری بدبختی سے ہم پر حکمران ہیں، ہنر امیل سے آئے ہیں وہ مغربی ہیں ہم مشرقی ہیں۔ وہ ہمارے احساسات سے آشنا نہیں۔ کیا سکھ حضرات بھی ہم سے آگاہ نہیں؟ پنجاب میں وزیر اعظم ایک مسلمان ہے لاہور میں گالیوں کے لئے مذبح بنانے کی وزیر اعظم نے اس بنا پر مخالفت کی۔ کہ اس بوچڑ خانے سے ہندوؤں کا دل دکھے گا۔ کیا درپناب لازم، نے ہمارے زخموں پر نمک بنیں چھڑکا؟ کیا آپ اس میں مناسب ترمیم نہیں کر سکتے۔ کیا ایک مسلمان ممبر بھی اس باب میں موثر بل پیش کرنے کا اقدام نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ دیکھا جائیگا کہ کون مسلمان ممبر اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اگر تو میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے تنازعات شرعی طریق پر طے کرینگے۔ تو ہمیں نہ عدالتوں میں جانے کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی شریعت اور رواج کے تضاد کا امکان پیدا ہو سکتا ہے اصل چیز تو جمالیات اور شریعت سے پوری بے التفاتی ہے۔ شدید گنج کارفا نہیں رونما تو یہ ہے کہ ہم نے غلامی اختیار کی۔ غلامی گوارا کی۔ اور غلامی بھی کسی ڈھنگ کی اختیار نہ کی۔ جو بچہ چکا سو بچکا اس کا خمیازہ بہر نوع کیصنچا پڑیگا محض واویلے سے کچھ نہیں بنتا۔ کام کی شے جمعیت ہے۔ یگانگت ہو کر ہوگی ہے یہ حیریم میں مفقود ہے۔ ایک جماعت دوسری کی تخریب کے درپے ہے۔ انگریز ہمیں جس وقت چاہے خرید سکتا ہو ہندو کو جب ہماری ضرورت ہو ہمیں اپنا بنا سکتا ہے۔ سکھ جب چاہے ہم سے اپنا مطلب لے سکتا ہے۔ لیکن ہم انگریز کے خوشامدی ہیں۔ اور بے طرح خوشامدی ہیں۔ گناہ بے لذت کے ترکیب ہو رہے ہیں۔ ہندو کے ہم غیر مشروط غلامی ہیں سکھ کے بہر نوع رفیق ہیں۔ لیکن ہمارا کوئی نہیں بنتا۔ اس لئے کہ ہم خود راہیں۔ اگر مسجد کا انہدام ہمیں از سر نو فدا کار شریعت بنا دے۔ تو یہ انہدام بھی ایک لحاظ سے اس انتباہ کا کام دے سکتا ہے کہ جو سوئی ہوئی قوموں کو کبھی کبھی نہ کبھی چونکا کر دیا کرتا ہے۔

**قرآن کا احسان** ۱۹۲۲ء میں کٹر بری کے لاٹ پادری اور یارک کے اسقف صاحب نے فاضل انجمنوں کی ایک کمیشن مقرر کی۔ کمیشن کا مدعا یہ تھا کہ انجیلی روایات کو زمانہ حاضر کی تحقیقات کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے۔ اس کمیشن نے اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ رپورٹ کا خلاصہ ریوٹ نے بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء ماری کائنات کو ان الفاظ میں سنایا۔

(۱) تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ انجیل غلطیوں سے مبرا ہے حقیقت یہ ہے کہ انجیل کے سارے بیانات صحیح نہیں۔

(۲) یہ روایت بھی غلط ہے کہ مسیح مردوں سے زندہ ہو گیا۔

یاد رہے کہ یہ تحقیقات رومن کیتھولک نے نہیں بلکہ پراٹسٹنٹ عقیدہ کے علمبرداروں نے کی ہے۔ تاریخ کا اندازہ یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ انسان محض اس جرم پر پتہ تیغ کر دیے گئے۔ کہ ان کا انجیل کی نسبت یہ عقیدہ تھا۔ کہ وہ غلیلوں سے مبرا و متبرہ نہیں۔ بمبئی کے انگریزی اخبار ”قیصر مند“، مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر آرتھر صاحب راکر۔ ایس۔ رائے (پی۔ ایچ۔ ڈی) نے ایک مضمون میں مورخانہ انداز میں یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ سٹر رام سوری آئرلینڈ اپنی تحریرات میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ فلسطین میں جنوبی ہند کے صوبہ نابل کے ساکنوں کی ایک نوآبادی تھی۔ اور یہ ہندوستان کے نوآباد کار تھے۔ مسیح نابل تھے۔ آپ کا حقیقی نام گیسو کرشنا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک اور ادعا یہ ہے کہ صلیب پر مسیح کی موت قدرتی نہ تھی۔ بلکہ آپ (مسیح) نے ہندوستانی سادھو کی مانند اپنی روح عارضی طور پر اپنے جسم سے کھینچ لی۔ اسلئے کہ ہندی یوگیوں کا قاعدہ ہے کہ ”سوادھی“ میں داخل ہونے سے پہلے اپنی روح کھینچ لیتے ہیں۔ بمبئی کے اخبار ”بمبئی کرائیکل“ مورخہ ۱۶ جنوری کے صفحہ ۲۰ پر ایک اور ”محقق“ صاحب نے یوں گومر افشانی کی ہے کہ مسیح کے باب میں اول سوال یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بزرگ بنام مسیح گزرا بھی ہے یا نہیں؟ اسی مضمون میں ایک کتاب بعنوان ”ٹریو ورڈ“ (قول صادق) کے مصنف کا یہ اقتراض نقل کیا ہے۔ کہ جب کہ اکثر کھٹیل انسانوں نے بھی صلیب کی موت کو خوشی قبول کیا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح جیسے برگزیدہ انسان کی نسبت یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ اس نے صلیب پر جانے سے پہلے کسی قسم کی چرچ پکار کی تھی۔ دیکھا آپ نے کہ عیسائی فاضل اور دیگر فاضل خراب مسیح علیہ السلام کی نسبت کس قدر عجیب و غریب دعاوی کر رہے ہیں۔ مگر آن مجید کا احسان ملاحظہ ہو۔ کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق یہودیوں اور نصاریوں کی تصریحات ظنیات پر مبنی ہیں۔

ان کے پاس قطعی علم نہیں۔ مسیح کو خدا کی جانب سے احکام ملے۔ ان احکام کا نام انجیل ہے۔ مسیح کے حواریوں نے آپ کے جو سوانح حیات اپنے اپنے مذاق کے مطابق لکھے۔ انہیں الہامی نہیں کہا جاسکتا۔ واقعات مسیح کے سامنے نہیں لکھے گئے۔ مسیح نے ان کی تصدیق نہیں کی۔ تاریخ موثق شہادت میں پیش کر سکتی۔ بالکل صحیح ہے کہ صلیب کاڑھی گئی۔ کوئی شخص صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کی جان صلیب پر لگی۔ اس کی تجزیہ و تکفین کی گئی۔ اس کی قبر کھودی گئی۔ اس کی قبر پر پتھر رکھا گیا۔ یہ شواہد ہیں جن کو دیکھنے والوں نے دیکھا۔ جو شخص بھی صلیب پر چڑھایا گیا بلاشبہ وہ چنیا چلایا۔ اس کے فردی کا اظہار کیا۔ اس نے ایسے کلمات زبان سے نکالے کہ جو ایک معمولی ببادار انسان کے بھی شایان شان نہیں عقل تسلیم کرتی ہے۔ کہ سولی پر چڑھنے والا انسان معمولی درجے کا تھا۔ اس میں جو صلہ تھا۔ یہ کہا کہ مسیح کی انسانی روح چلائی۔ مسیح کی توہین ہے۔ ان کی انسانی روح بھی شجاعت و طہارت کا ایک قدس و مجید العقول نمونہ ہونا چاہئے تھی۔ اصل یہ ہے کہ سولی پر چڑھنے والا ”یہودا اسقریوطی“ تھا۔ انجیل برناس کا مصنف لکھتا ہے کہ اس کی شکل ہو ہو مسیح کی ہو گئی۔ نبی اور غیر نبی ظاہری جسم میں ایک دوسرے کے مماثل ہو سکتے ہیں۔ اس میں نبی کی قطعاً کوئی توہین نہیں۔ لیکن نبی کی روح کا تعالیٰ نہیں کہ روح نہیں کر سکتی میں صاحب کو اپنے رہبر میں تسلیم کرنا پڑا۔ کہ عیسائیوں کا ایک مقتدرہ گروہ ماننا ہے کہ مسیح

یہودیوں نے اپنے عقیدے کے مطابق مسیح کو خدا کی جانب سے احکام ملے۔ ان احکام کا نام انجیل ہے۔ مسیح کے حواریوں نے آپ کے جو سوانح حیات اپنے اپنے مذاق کے مطابق لکھے۔ انہیں الہامی نہیں کہا جاسکتا۔ واقعات مسیح کے سامنے نہیں لکھے گئے۔ مسیح نے ان کی تصدیق نہیں کی۔ تاریخ موثق شہادت میں پیش کر سکتی۔ بالکل صحیح ہے کہ صلیب کاڑھی گئی۔ کوئی شخص صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کی جان صلیب پر لگی۔ اس کی تجزیہ و تکفین کی گئی۔ اس کی قبر کھودی گئی۔ اس کی قبر پر پتھر رکھا گیا۔ یہ شواہد ہیں جن کو دیکھنے والوں نے دیکھا۔ جو شخص بھی صلیب پر چڑھایا گیا بلاشبہ وہ چنیا چلایا۔ اس کے فردی کا اظہار کیا۔ اس نے ایسے کلمات زبان سے نکالے کہ جو ایک معمولی ببادار انسان کے بھی شایان شان نہیں عقل تسلیم کرتی ہے۔ کہ سولی پر چڑھنے والا انسان معمولی درجے کا تھا۔ اس میں جو صلہ تھا۔ یہ کہا کہ مسیح کی انسانی روح چلائی۔ مسیح کی توہین ہے۔ ان کی انسانی روح بھی شجاعت و طہارت کا ایک قدس و مجید العقول نمونہ ہونا چاہئے تھی۔ اصل یہ ہے کہ سولی پر چڑھنے والا ”یہودا اسقریوطی“ تھا۔ انجیل برناس کا مصنف لکھتا ہے کہ اس کی شکل ہو ہو مسیح کی ہو گئی۔ نبی اور غیر نبی ظاہری جسم میں ایک دوسرے کے مماثل ہو سکتے ہیں۔ اس میں نبی کی قطعاً کوئی توہین نہیں۔ لیکن نبی کی روح کا تعالیٰ نہیں کہ روح نہیں کر سکتی میں صاحب کو اپنے رہبر میں تسلیم کرنا پڑا۔ کہ عیسائیوں کا ایک مقتدرہ گروہ ماننا ہے کہ مسیح



# بَابُ التَّقْسِيمِ

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَرۡءَئًا يَفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَيَنْحَرُّ نَفْسًا مَّجۡدُوكَ وَقَدَّسَ لَكَ مَا قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاءِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ قَالُوا لَا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (پارہ اول، سورہ لقہ رکوع ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اجل شانہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے اس امر کو ظاہر کیا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ زمین پر جب کو نائب بنایا جائے والا ہے وہ تو اس میں فساد اور خوریزی کرے گا۔ کیا ہم (فرشتے) ذات باری تعالیٰ کی خوبیاں اور پاکی بیان کرنے کے لئے کافی نہیں۔ بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہوا کہ بلاشبہ جس چیز کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام تعلیم فرمائے پھر فرشتوں سے سوال کیا گیا کہ تم ان اشیاء کے نام بتاؤ۔ اگر تم اس امر میں سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ ہم کو تو صرف اسی قدر علم ہے جقدر کہ ہم کو دیا گیا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات اقدس ہی سب کچھ جاننے والی علیم اور سب سے دانایم ہے۔

**تقسیم** اس سے پہلے ہی انعام و اکرام الہی کا ذکر چلا آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو پیدا کیا۔ اور تمہاری اس چند روزہ زندگی کے لئے زمین و آسمان بنائے گھانے پینے کی مختلف اشیاء اور طرح طرح کے سامان زلیت و عیش مہیا کئے۔ مگر یہاں پر اس نعمت عظمیٰ کا ذکر ہوتا ہے جس سے کہ آدم کو تمام مخلوقات پر شرف و بزرگی حاصل ہے۔ ہمارے جہ اعظم ابوالثیث حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا۔ جب خالق ارض و سمان نے تخلیق آدم کا ارادہ کیا اور اس کا اظہار فرشتوں کے سامنے ہوا کہ میں زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنانے والے ہیں فرشتوں نے عرض کیا کہ ذات اقدس کی پاکی بیان کرنے والے ہم فرشتے کافی ہیں۔ جن کا مقصد حیات ہی باری تعالیٰ کی تعریف اور پاکی بیان کرنا ہے۔ مگر انسان جس سے کہ دنیا میں فساد اور خوریزی کا بھی احتمال ہے اس کی پرورش کی کیا حاجت ہے۔ بارگاہ الہی سے ارشاد ہوا کہ ہم اس امر کو بہتر جانتے ہیں۔ خلافت اور اسکے فوائد کون بجا لاسکتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ ہر نظم و موصلیٰ جن امور و معاملات کی اصلاح و تنظیم کرنا چاہے اسکے نیک و بد اور حسن و قبح سے

معارفِ قرآن کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ قرآن مجید سے لیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے کچھ بھی لے کر اپنے دل میں رکھے گا تو اس کا دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے گا۔

لکھا حقہ واقف ہو دیگر محاسن کے ساتھ یہ اوصاف بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت میں ودیعت فرمادئے اور عظم الاشیاء سے بھی سزا فرمایا۔ نیابت اور خلافت ارضی کے لئے یہ علوم ضروری اور لوازمات سے ہیں شرف آدم کے تحت ہی مولا کو کم ارشاد فرماتے ہیں، وعلیہ ادمہ الا سماء کلہا اسی بنا پر فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اگر تم آدم کی بزرگی اور شرف کے قائل نہیں ہو تو ان اشیاء کے نام بتاؤ۔ فرشتے جواب سے عاجز ہوئے۔ اور اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کا اقبال کر کے شرف آدم کو تسلیم کر لیا۔ کیونکہ جن اشیاء کے نام و خواص بتانے سے فرشتے عاجز رہ گئے حضرت آدم علیہ السلام نے بیان کر دیا۔ اور جوابات صحیح عرض کر دئے۔

باقی ان آیات کے تحت فرشتوں کے متعلق جو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں کو کیونکر علم ہوا۔ کہ نبی آدم اللہ کی زمین میں قتل و خونریزی کرے گا۔ اس ضمن میں مفسرین لکھتے ہیں کہ جن اجزائے ناریہ سے خلقت آدم سے پہلے پیدا ہو ہو چکے تھے جن سے نافرمانی اور کشتی ظہور میں آئی جس سے فرشتوں نے نتیجہ اخذ کیا۔ کیونکہ شرف آدم میں بھی یہ جزو ناخیر دیا جا رہا تھا۔ نیز ممکن ہے کہ لوح محفوظ پر انسانی اعمال قتل و غارت لکھے پائے ہوں اور وہاں سے فرشتوں کو اس کا علم ہو گیا ہو۔

خلافت ارضی کے لئے انسان کا انتخاب عمل میں آیا۔ اسے تاج شرافت پہنا کر ولقد کو مناجی اذقر کی خلعت سے نوازا گیا۔ اس میں خیر و شر کے امتیاز کی قوت رکھ دی گئی بلکہ وہی صفات عطا کر کے افادہ دینا و السبیل اما شاکر ا و اما کفور کا مصداق بنایا گیا۔ فرشتوں میں جب کہ یہ قوی ہی موجود نہ تھے۔ لہذا وہ خلافت ارضی کے نااہل قرار دئے گئے۔

رسول  
کتاب تحقیق المرام فی منع القرة خلف الامام، تصنیف لطیف، حضرت مولانا مفتی غلام صاحب خفٹی قواسمی امیر سبزی رحمتہ اللہ علیہ اس میں مصنف مرحوم نے اخفی مذہب کی تائید کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے ہیں۔ قیمت ۸  
رسالہ خیر جاری و ترویج مذہب خاکساری، از تصنیف پیرزادہ مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی قیمت ۸  
رسالہ مظلوم قوم، از تصنیف مولانا مولوی محمد بخش صاحب سلمی۔ اے لاہوری، قیمت ۵

ان تینوں رسالوں کے ملنے کا پتہ  
نیچر شمس السلام بھیرہ (پنجاب)

# بَابُ الْحَدِيثِ

قضا و قدر کو وہاں ہی رد کرتی ہے۔ اور عسر کو نیکی ہی زیادہ کرتی ہے۔ اور آدمی گناہ کرنے کے سبب رزق سے محروم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں فرماتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

تمام مسلمان ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں۔ کہ اگر اسکی آنکھ دکھے۔ تو تمام بدن میں تکلیف ہو۔ اور اگر اس کا سر دکھے۔ تو سارے جسم میں درد ہو۔

بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتے اور خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے وہ قائم اللیل کی طرح ہے جسے کسل نہیں ہوتا اور روزہ دار کی طرح ہے جو قضا نہیں کرتا۔

مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیکی کی جائے۔ اور سب سے برا مسلمانوں میں وہ گھر ہے جس کے اندر کوئی یتیم نہ ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

جو جوان کسی بڑھے کی تعظیم اسکی کبر سنی کے سبب کر لگا۔ اسکے بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرحم الله الا الدعاء ولا يزيد في العمر الا البر وان الرجل ليحرم الرزق حيا الذنب يصيده۔ (ابن ماجہ)

عن جرير بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرحم الله من لا يرحم الناس۔ (بخاری و مسلم)

عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمنون كرجل واحد ان اشتكى عينه اشتكى كله وان اشتكى راسه اشتكى كله۔ (مسلم)

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السامعي على الاملة والمسيكين كاساعي في سبيل الله واحببه قال كالفائز لا يفتر وكالصائم لا يفطر۔ (بخاری و مسلم)

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير بيت في المسلمين بيت فيه یتیم یحیی الیه وشر بيت في المسلمين بيت فيه یتیم یساء الیه۔ (ابن ماجہ)

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اكرم شاب شيخا من اجل سنه

الافقیض الله له عند سنه من مكرمه (ترمذی)  
من اجل الله اکرامه وحی الشیبة المسلم  
وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی  
عنه واکرامه السلطان المستقط۔ (از اشعری)

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
حق كبير الاخوة على صغيرهم حتى الوالد على  
ولده (سبحن العاص)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما  
اکرم شباب شیخا من اجل سنه الافقیض  
الله له عند سنه من مكرمه  
(انس)

من اکرم اخاه المؤمن فکانما اکرم الله  
(احیاء العلوم)

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال  
اللهم لا یدرکنی زمان او قال لا قدر کوا زمانا  
لا یقتبع فیہ العلیم ولا یدستحی فیہ من العلیم  
قلوبهم قلوب الاعاجم والسنتم السنه  
(العرب رسول بن السدی - ترغیب تربی)

ثلاث لا یتخف بهم الامنافق ذو  
الشیبة فی الاسلام وذو العلم وامام مقسط  
ابی امامه (ایضا)

ایسے شخص کو معین کر دیکھا جو اسکی تکریم کر لگا۔  
اللہ کی عزت کرنے میں داخل ہے عزت کرنی لوطیہ  
مسلمان اور حافظ قرآن کی جو غالی اور جاتی نہ ہو۔  
اور عزت کرنی بادشاہ عادل کی۔

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بڑے بھائی کا حق  
چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہے۔ جیسا کہ باپ کا  
حق بیٹے پر۔

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی جو ان کسی لوطیہ  
شخص کی اسکی کبر سنی کی وجہ سے عزت کرتا  
ہے تو خدا تعالیٰ اسکی پیروی میں ایسا شخص پیدا  
کر دیتا ہے جو اسکی عزت کرے۔

جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی اس نے  
گویا اللہ کی عزت کی۔

رسول اکرم صلیم نے فرمایا اے اللہ میں ایسے مانہ  
کو نہ پاؤں یا یہ فرمایا کہ تم ایسے زمانہ کو نہ پاؤں جس  
میں عالم کی اطاعت نہ کی جاوے اور عالم شرم  
نہ کی جائے۔ ان کے دل عجیوں کے سے ہونگے  
اور زبانیں عرب کی سی۔

تین آدمیوں کی توہین سوائے منافق کے کوئی  
نہیں کرتا۔ بڑھے مسلمان کی، اور عالم کی۔ اور  
امام عادل کی۔

ضروری گزارش (۱) جن احباب کی خدمت میں رسالہ بطور نمونہ حاضر ہو رہا ہے براہ کرم وہ اپنے عزیز محترم  
فرمائیں۔ (۲) جن خریداران کے چندہ کی میعاد اس رسالہ کے سراقہ ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ تدریجاً آگے  
ارسال فرماویں۔ وی پی میں سبز رائد نثر خیر ہوتے ہیں۔۔۔ نیچر

تحقیق المسائل

# فتاویٰ قاسمیہ

## کتاب الدعاء

(از حضرت مولانا سر غلام مصطفیٰ صاحب الحنفی القاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ)

**سوال** (۱) بعد نماز عیدین و خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین نے دُعا مانگی ہے یا نہیں؟ اور یہ جائز ہے یا نہ؟  
(۲) حجۃ میں بین الخطبتین ماخذ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئے یا نہ؟ مولانا عبدالحی لکھنوی نے حرام لکھا ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (سائل حافظ غلام رسول بہاری ضلع پورنہ)

جواب

(۱) شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض امور کو بالاعتقاد محل و وقت بیان فرمایا ہے۔ انہیں میں سے دعا بھی ہے ایسے امور اطلاق و عمومات نصوص سے ثابت ہو سکتے ہیں خصوصیت محل و وقت کی تلاش ضروری نہیں۔  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ینفع ما نزل و ما لم یزل فحلیکہ عباد اللہ بالدعاء مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات

پس جب دعا بعد صلوٰۃ العید و غیرہ نصوص کے افراد سے ہے تو جب تک اسکے خلاف پر تصریح منقول نہ ہو کیونکر ناجائز قرار پا سکتی ہے؟

(۲) خطبتین کے درمیان ماخذ اٹھا کر دعا کرنا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول نہیں۔ جیسا کہ مولانا شاہ عبدالحق صاحب محیث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادتہ میں لکھا ہے۔

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در میان دو خطبہ بنشتہ و خاموش بودے۔ و دعائے آرا آنحضرت دین وقت

لصحت نرسیدہ

”ہاں اس پر حرمت“ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ فاضل لکھنوی علیہ الرحمۃ کے مجموعۃ الفتاویٰ سے بھی دو حرمت

ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ ترکِ اولیٰ کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا

رحمن اصحاب کی میا و خریداری اس رسالہ کے ساتھ ختم ہوئی ہے ان کی خدمت میں علیحدہ علیحدہ عرفیہ ارسال

ہیں۔ براہِ کرم اپنے غدیہ سے جلدی مطلع فرمائیں۔ منبجھ



تایخ و عیار

## اسباب نزول امت

ہم مسلمان ہندوستان میں آئے تھے۔ تو ہماری تعداد بہت ہی کم تھی۔ لیکن ہم حق پرست تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے سچے بھروسہ دار اور ملگرا رہتے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے قدرت نے ہماری تائید کی۔ فتح و نصرت نے ہمارا استقبال کیا۔ اور ہم اس وسیع ملک کے حاکم و فرمانروا بن گئے۔ پشاور سے لیکر اس کماری تک ہمارا سکے چلتا تھا۔ اور قرآن شریف کی ہدایت اس ملک کا قانون تھا۔ لیکن آج ہم مسلمان غلام ہیں۔ ہندو اور انگریز ہم پر حاکم ہیں۔ بخوبی ہمارا استقبال کر رہی ہے۔ ہمارے دل غیر اللہ کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ اسلامی شریعت کا قانون غفلت کے حملوں کی آماجگاہ ہے۔ رسول اعظم کے غلاموں کو اب سر دھانپنے کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ کبھی ہم انگریز کو اتنا آہستہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کبھی ہندوؤں کے رحم و کرم کا انتظار کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر یہ انقلاب کیوں رونما ہوا۔ اور یہ تبدیلی کن اسباب سے پیدا ہوئی؟

## تاریخ کا جواب

مشہور ہنڈت راوہا کشن کی کتاب گلشن ہنڈ پڑھئے اس میں اس سوال کا جواب یوں لکھا ہے نہ۔  
دو مسلمان جب اس ملک میں آئے۔ تو یہاں کے حالات بہت ہی افسوسناک تھے۔ راجہ مہاراجے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حکومت کا انتظام لالچی اور خود غرض لوگوں کے سپرد تھا وہ رعایا کے دکھ سکھ کا خیال بہت کم رکھتے تھے اور اپنے نفس کی پوجا کرتے تھے ملک کی انتظامی حالت بہت خراب تھی۔ ڈاکوؤں۔ غارت گردوں کا زور تھا راستے غیر محفوظ تھے۔ رئیسوں امیروں اور اونچی ذات والوں کا اقتدار تھا۔ غریب اور اچھوت کلیفت اور مصیبت میں تھے۔ ان کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ ان کی زندگی کا بس ایک ہی مقصد تھا۔ اور وہ کہ وہ اونچی ذات والوں کی اور امیروں کی سیوا کریں۔ ان کو مرتبہ انسانیت سے بالاتر سمجھیں۔ اور ان کے سرشارہ پر اپنی جان تک قربان کریں باہمی غلوں اور رواداری اور اتحاد کی بنیادیں کمزور ہو گئی تھیں۔ تو عرضی اور نفس پرستی برسر اقتدار تھی۔ ذاتی فائدے کیلئے جماعتی فائدوں کو نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ ان حالات میں مسلمان ہندوستان میں داخل ہوئے۔ اس زمانہ اس کے اندر وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو انسانیت کی بنیاد کے لئے لازم و مخصوص ہیں۔ اور جو ایک بہادر حکمران اور فاتح قوم میں ہونی چاہئیں۔ وہ نہایت سچے محنتی، جفاکش، اثبات پر غریب نواز اور ایک دوسرے کے بھروسہ دار اور مخلص تھے۔ اور ان کی امتیازی خصوصیت یہ تھی۔ کہ وہ اجتماعی فائدوں کے لئے انفرادی فائدوں کی بالکل پروا نہ کرتے تھے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے انہیں حیرت انگیز ترقی ہوئی چند روز میں ان کی بنیادیں مستحکم ہو گئیں۔ اور ان کے اقتدار کو سب نے تسلیم کر لیا۔

مسلمان امراء کسی قوم کے ساتھ نا انصافی نہ کرتے تھے۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ فدا صحت و محبت سے پیش آتے تھے انہوں نے اچھوتوں کو ترقی کے مواقع رحمت فرمائے ان کے لئے درگاہیں قائم کیں۔ اور ان کو دولت سے نکال کر عزت کا تاج پہنایا۔ ان کی بارگاہ میں امیر اور غریب۔ ادا نئے واعلا اور بلند و پست سب کے لئے عزت تھی۔ اور وہ کسی کو بھی حقیر نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ امن و سکون قائم کیا۔ قتل۔ خونریزی۔ ڈاکہ زنی اور غارتگری کا خاتمہ کیا۔ صنعت و حرفت کو ترقی دی۔ سڑکیں بنوائیں۔ باغات تعمیر کئے۔ اور اس ملک کو اپنا وطن سمجھا۔ جب تک یہ خوبیاں ان میں موجود رہیں وہ برسر اقتدار رہے۔ لیکن جب ان کے اندر اخلاقی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ عیش و عشرت کے نشے نے انہیں مخمور کر دیا۔ اور وہ اجتماعی فائدے کے مقابلے میں ذاتی فائدے کی تلاش کرنے لگے۔ تو ان کے اثر و اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ ذلیل و رسوا ہو گئے، (گلشن ہند ص ۱۹۶)

## ایک مسلم مورخ کا فتوے

پنڈت گرو دھاری لال (۱۸۷۷ء کے واقع نگار) اپنی کتاب دو تاریخ ہند میں لکھتا ہے:-

دو ہندوستان میں مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی کے چند اسباب ہیں۔ سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ عروج میں نہایت مختصر، جفاکش۔ انصاف پسند۔ رحمدل اور اثرا پسند تھے۔ ان کے اندر باہمی ہمدردی اور باہمی محبت بدرجہا پھیل کر موجود تھی وہ ایک دوسرے کو فائدے پہنچانے کے لئے بے قرار رہتے تھے۔ علاوہ ان میں اوچ نیچ کا سوال نہ تھا ایک اونچے خاندان کا آدمی کسی غریب کو حقیر نہ سمجھتا تھا۔ وہ اپنی عبادت گاہوں میں بخیر کسی امتیاز کے شانہ سے شانہ ملا کر بیٹھتے تھے۔ اور اکثر مذہبی اجتماعات میں امیر و غریب اور شاہ و گدا ایک ہی صف میں نظر آتے تھے۔ یہ ان کے اندر ایک خوبی تھی۔ کہ اس سے دوسرے آدمی بھی متاثر ہوتے۔ اور ان سے قریب تر ہونے کی کوشش کرتے۔

ایک خاص صفت ان کے اندر یہ تھی کہ وہ اپنے نظام اور اپنی قوم کے خلاف کسی حال میں بھی اور کسی قیمت پر بھی کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے ان کی اقبال مندی کا آفتاب سارے ہندوستان کو اپنی شعاعوں سے منور کر رہا تھا۔ اور پشاور سے لیکر اس لمبائی تک ان کی عظمت و شوکت کا ڈونگہ راج رہا تھا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے امرا و رؤساء اور ان کے تاج و تخت اور ان کے خزانے مسلمانوں کے فیروں پر شمار ہو رہے تھے۔ لیکن جب ان کے اندر اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئیں۔ ان کے طرز عمل میں نمایاں فرق پیدا ہوا۔ اور وہ ذاتی فائدوں پر جان چھڑکنے لگے۔ تو ان کے اقتدار کی ہوا انگھڑ گئی۔ اور ان کی ترقیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا، (تاریخ ہند جلد اول ص ۱۸۱)

## ایک مسلم مورخ کا بیان

ملا علی اپنی کتاب دو خلاصہ التواریخ میں لکھتے ہیں:-

ہندوستان میں ہماری تباہی کی داستان کوئی چھپی ڈھکی داستان نہیں ہے چشم فلک نے یہ نظارے بظرافت دیکھے کہ جب ہمارے اندر سے ایشوار و خلوص عدل و انصاف اور وحدت اسلامی کی روح فنا ہو گئی۔ اور ہم طمع پرست عیش پسند اور خود غرض بن گئے تو عروج و اقبال نے ہم سے آنکھیں پھیر لیں، اور دولت اور مصیبت نے ہمارا استقبال ہم نے کیسے کیسے ہوش ربا مواقع پر خود پرستی اور نفس پرستی کا مظاہرہ کیا ہے؟ یہ المناک داستان ہے جس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے دل رنج و غم میں ڈوب جاتا ہے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

مابین گواہی دیتی ہے۔ کہ حضرت اوزنگ زب رحمتہ اللہ علیہ کی شمع زندگی بجھنے کے بعد ہمارے کیر کیلے یہی طرح کی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ہم بے انتہا نفس پرست بے انتہا عیش پسند اور نہایت ہی خود غرض بن گئے تھے اگرچہ ہمارے زوال کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن ہماری غفلت شعاری کا سلسلہ برابر قائم تھا۔ ہولناک حوادث پکار پکار کر گزر رہے تھے۔ کہ اپنی عیش پسندی اور خود غرضی کو ٹھکرا دو۔ لیکن ہم غفلت کی مدیچی بنید ہو رہے تھے۔ آخر قدرت نے ہمارے حق میں وہی فیصلہ کیا جسے ہم صحیح طور پر متنبی تھے۔ ہمارے اثر و اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ تاج و تخت ہماری مسابہ تو میں رجوع نہ دراز تک محکوم ہی تھیں۔ ہمیں حقیر نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔ اور وہ قومیں جو ہمارے رحم و کرم کا انتظار کیا کرتی تھیں۔ بربر اوقات آ گئیں۔

احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کی قوت کو ختم کرنے کے بعد شاہ اودھ اور شاہ دہلی کو ہدایت کی کہ اتفاق سے رہنا۔ مگر وہ دوسروں کے آلہ کار بن گئے۔ سلطان ٹیپو نے آخری وقت پر مسلمان امراء کو متنبی ہو کر انگیزیوں کا مقابلہ کرنے کو کہا تھا مگر کسی نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا تخت و تاج مٹ گیا۔

اب درازمانہ حال پر بھی نظر ڈالئے۔ آج بھی کفر و اسلام کی معرکہ آرائی شروع ہے۔ لیکن ہم میر بہت سے علمبرداران صداقت ایسے بھی ہیں جو آج بھی کفر کی آغوش میں بیٹھے ہیں۔ اور اسلام کو ذلیل کر رہے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

**خاکساری**  
عبد حافضہ کے مرتد و ملحد اعظم یعنی غایت اللہ مشرقی کے کفریہ عقائد اسی کی تحریروں سے نقل کر کے انکی مکمل تردید اس رسالہ میں موجود ہے۔ پیر زاہد محمد بہاء الحق صاحب قاسمی اترسری نے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے جس تندہی و قابلیت کا اظہار فرمایا ہے اسکے لئے ہر سچے مسلم کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے رسالہ ہذا کا تیسرا ایڈیشن کئی مضمین کے اضافہ کے ساتھ حالی ہی میں شائع ہوا ہے۔ حجم ۶۰ صفحات کتابت طباعت عمدہ قیمت ہر خرچ محصول ڈاک ۱۰/-

ملحقہ کا پتہ لاہور رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

# گناہوں کی دسگاہ

مُہبت فروشی وہی بُت گری ہو — سینما ہے یا صنعتِ آذری ہے  
(از مولوی سید محی الدین صاحبِ شہزادہ فلیکنوی)

**زعماءِ باطل کا ائینہ جہاں نما** دورِ حاضر کی سب سے بلند ترقی زمانہ موجودہ کی نہایت کامیاب اور چار دانگ عالم میں تہلکہ مچا دینے والی حیرت انگیز صنعت اور تعجب خیز ایجاد سینما کو سمجھا جاتا ہے جو ترقیِ جدید کے شیفہ ہوائے متعرب کے دلدادہ نوجوانوں کے نزدیک تاریخی واقعات کا علم حاصل کرنے کے لئے بہترین ذریعہ ابچوں کو تعلیم دینے اور اقوامِ عالم کو درسِ عبرت دینے کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے۔ اخلاقِ محبت، شجاعت و بہادری کے کارناموں کا مطالعہ کرنے کا ائینہ جہاں نما ہے۔ اپنے آپ کو منصفہ شہورِ جلوہ گر کرانے کا واحد پلٹ فارم ہے۔

**سینما کی حقیقت** لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دور کے لئے سینما ہی وہ برباد کن اور تباہ کن ایجاد ہے جس نے انسان کی انسانیت کو فنا کر دیا ہے۔ نعر من جیا کو جلا کر خاک کر دیا ہے جس نے بچے سے لیکر نوجوانوں اور بوڑھوں کو اپنی دمن خضوعہ میں پھنسا کر ان کی عقل و فہم کا خاکہ کر دیا۔ اخلاق و تہذیب کو باورِ فنا پر اڑا دیا۔ بے حیائی اور بے شرمی، بد اخلاقی اور بد تہذیبی سرگ و پیے میں داخل کر دی ہے۔

**اخلاقِ سوزا رنج** قوم اور وطن کے وہ بچے جن کو فطرت سے سادگی ملی تھی۔ جو اس دنیا میں صداقت اور راستی کے سکھیل روحانیت و سستی اخلاق اصلاحِ اقوامِ عالم تھا۔ وہ اپنے والدین کی تباہ کن غفلت اور برباد کن تساہل کی بدولت اپنے مستقبل کو سواناک بنا بیٹھے۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کسی معقول یا منقول شواہد کی ضرورت نہیں بلکہ ہر اس بچہ و در سے گزرنے والا اور اس سستی کا ہر سنے والا جسے فطرت سے طبعِ سلیم اور فیصلہ کن عقل و فہم ملی ہو۔ وہ شاہد کرتا ہے اور اچھی طرح سے جانتا اور سمجھتا ہے کہ وہ بچے جن کو رات کے وقت اپنے گھر میں دیکر بڑا لکھتے ہیں مصروف یا اپنے کاروباری معاملات میں مشغول رہنا چاہئے تھا۔ وہ بازاروں کی سڑکوں پر یا بند شدہ دکانوں کے تنخوں پر یا کسی نخرِ اخلاق اور بیہودہ نقل و حرکت اتارنے میں اپنی امکانی کوششیں صرف کرتے ہیں۔ کوئی بھانڈ کی شکل بھرتا ہے کوئی اخلاق و حیا سوز گانوں سے محظوظ ہوتا ہے کوئی جنگ و جدال سے اپنی باعثِ تنگ و بہادری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ کوئی شرابی کی نقل اتار کر اپنے آپ کو دوسرے پر گرائے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی وہاں کے غارِ شرم و تہذیب و واقعات سے اپنی خیالی دنیا میں

ہو کر آئندہ زندگی کو برباد کرنے والی اسکیمیں سوچتا ہے۔ غرضیکہ وہاں کی سزا جائز اور طوط نقل اتانے کی کوشش کی جاتی ہے تو جس قدر گراں قیمت وقت سینما کے دیکھنے میں صرف ہوتا ہے اس سے کہیں زائد اسکی مشاقتی اور حصول کمال محکوس میں ضائع ہوتا ہے۔

**خرمن اقتصاد پرکلی** ایک یہ یا آٹھ آنے کی فروری کرتا ہے شام کو سب سینما کی نذر کر دیتا ہے، اسکو اس بات کا خیال بھی نہیں گذرتا کہ اسکے چھوٹے چھوٹے بچے دروازہ کی طرف نگاہ لگائے ہوئے بھوک اور خفا کی دفع کرنیوالی حشر کے منتظر ہونگے۔ وہ ختم براہ ہو گئے کہ ان کا مرنی سلمان زلیٹ لانا سوگا لیکن یہ بچہ فیشن کے زلف سیاہ میں پھنسا ہوا آئندہ مغرب کا ماں اٹھا جو رہے اگر آنکھیں حسینوں کو نہ دیکھیں تو دل کیا جائے کس جا دل رہا ہے۔

**بچوں کا ہولناک مستقبل** وہ بچے جو اپنی ابتدائی زندگی سے ایسے خطرناک ماحول میں رہنے کے عادی ہو گئے ہوں ناممکن ہے کہ بڑے ہو کر اپنی زندگی کو پاک صاف طریقے سے گذار سکیں۔ انکی ترقی بالکل محال ہے آئندہ زندگی کا درست ہونا امر باطل ہے۔ اور ان کے تاریک مستقبل کا روشن ہونا غیر حصول ہے۔ نیز وہ عورتیں اور لڑکیاں جو اپنے سرسرتوں اور شوہروں کی کوتاہ فہمی اور کم عقلی کے باعث سینما کے نظرقرب مناظر کو دیکھ چکی ہوں ناممکن ہے کہ سینما کے گٹ سے باہر نکل کر ان شیخ اور باطل تصورات کو فراموش کر دیں خصوصاً وہ عورتیں اور لڑکیاں جو سینما کے دیکھنے سے قبل اسکے زہر پلے جراثیم برباد کن اثرات اخلاق سوز واقعات اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھنے والے افسانوں سے ناواقف تھیں آج سینما کو دیکھ کر ان کے دل میں آزادی اور بے پروگی کا خیال، سینما کے اسٹیج پر گانے والی عورتوں کو دیکھ کر گانے اور ناچنے کا شوق پیدا ہونا غیر مردوں سے اعتلاط اور زنا باطن پیدا کرنا۔ ان کی باطل زندگی کا نقشہ ذہن میں حکا کر اس ہی طرح سے زندگی بسر کرنے کے لئے شوہروں کو مجبور کرنا ایک امر لازمی اور یقین اور ان کی زندگی کا جزو لا ینفک ہے۔

غرضیکہ آج اس بڑھتی اور پر آشوب زمانے میں سینما کا وجود اسقدر خطرناک اور ہولناک ہے۔ جسکی بدولت روز و شب بچوں اور عورتوں کی زندگی برباد ہو رہی ہے۔ جنکے ذہن بجز سینما کے غلط تصورات کے صحیحائحہ عمل سوچنے سے قاصر ہیں انکے ذہن میں کوئی ندسی یا قومی، تجارتی یا اقتصادی ترقی کا خیال نہیں آتا عورتیں شرم و حیا کا خاتمہ رکھیں بچے تعلیم اور ترقی سے محروم رہے گھر سے سینما کے اخراجات پورے نہ ہو سکی صورت میں چوری، قمار بازی، سٹہ غرضیکہ ہر جائز و ناجائز صورت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سینما ان کی زندگی کا لازمیہ حیات بن گیا۔

**نتائج سینما** سینما کے وہ اسپیشل شو جو صرف عورتوں کے لئے ہوتے ہیں، ناممکن ہے کہ وہاں سے عورتیں بغیر شرم و حیا سے تعلقات پیدا نہ کریں یا غیر مردوں کی دست تعدی سے محفوظ رہیں واپس آجائیں۔ یہ ہے وہ ختم ہونے کا اثر جسے قوم اور وطن کو تہ و بالا کو دیا جس نے ہندوستان کی اخلاقی اور اقتصادی دنیا کو برباد کر دیا جس نے آئندہ آنے والی ہلوں کو ناجائز زندگی بسر کرنے کا مہولے والا سبق سکھا دیا۔ اور یہی ہے سینما کی اخلاقی دنیا کا بلند معیار بچوں کو تعلیم دینے کا اعلیٰ ترین

الاشاد) کا عوامی اخبار ہے۔ اس میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں ان کی کاپیاں مفت دی جاتی ہیں۔ اگر کسی کو اخبار کی کاپی چاہیے تو اس کی کاپی مفت دی جائے گی۔



## ذوالنورینؑ

ہوئے بہنوئی ز سررا کے بنے خیر خیر حمید کے  
نوا سے تھے رسول اللہؐ کے دادا کی دختر کے  
دو فیض جلیل اس وقت ہے مفتوح اے ساقی  
لکھوں جو وصف داماد رسول اللہؐ میں مضمون  
صحابت باری سے ہوا تھی گہر باری  
خدا نے پائے دی تھی انہیں وہ صورت زیبا  
ہوئی تخت الشجر بعیت طفیل حضرت عثمانؓ  
خدا ان کے دیلے سے ہوا راضی صحابہؓ پر  
نہ ہوتے خادم اسلام ان جیسے تو کیا بنتا  
جو زربہتر از پناہ من زور اک مقول نے  
علیؑ نے بچدی اپنی زرہ جب کتھڑائی کی  
سخاوت میں لگانہ اور حیا و حلم میں کیتا  
ہوا دین میں مضبوط تر افاق عالم میں  
کیا جو سد باب اختلاف قراءت قرآن  
غنیؑ سے یا ولیؑ سے منحرف ہوں جو انہیں کردو  
مسلمانوں کی خونریزی پہ دی تریز جرح مرنے کو  
علو شان داماد نبیؐ ظاہر اسی سے ہے  
بتایا اپنے شبیرؑ کو دیتے تھے جو ہیرہ  
جو آب سیر و مہ سے کریں سیراب امت کو  
بچائیں جھوٹوں مرنے سے جو سب اہل مدینہ کو  
تلاوت میں بھی دیکھا تو نہ سر کے آپ کے قابل

بڑے رتبے ہیں ذوالنورین داماد ہمیشہ کے  
ہیں عثمانؓ بنے خالو جو پھر شبیر و شبیرؑ  
شراب عشق عثمانؓ کا مجھے دے جام بھر بھر کے  
مڑے لوٹیں اسے پڑھ پڑھ کے سب فز دل کے  
کہم محفل سے اٹھیں آج اپنی جھولیاں بھر کے  
عیاں جلوے ہمیشہ جس سے تھے نور پیر کے  
بیاں ہوں مرتبے کیا قاصد محبوبؑ داد کے  
بنے حقدار سالہ بخت الفردوس و کوثر کے  
نہیں چلتا جب نہ یاس کوئی کام لے زر کے  
مصدق جبکہ ہیں بے شبہ داماد نہت کشور کے  
غنیؑ نے لاکے والیں دی کہ پیکر آئے حبیب کے  
مجھنر حبش عسرت کے معین و یا صغدر کے  
مٹے نام و نشان دنیا سے کس نے اوقیر کے  
تور خنہ ہو گئے سب بند فوراً قلند و شر کے  
کہ تم دھو بی کے کتے ہو نہیں ہو گھاٹ کے گھر کے  
اگرچہ آپ افسر تھے بڑے جزار شکر کے  
کہ تھے حسینؑ بھی اس وقت بآپ کے در کے  
کہ حاصل رتبہ صبر و رضا ہوتا یوں مر کے  
ستم بے مستحق وہ سمجھے جائیں اب خنجر کے  
غضب بے خنجر جو ع و عطش کے کھائیں وہ چر کے  
اگر سر کے تو سر کے کر کے تکرے آپ کے سر کے

غنیؑ بظلم پڑھ چڑھ کر ہوئے شبیرؑ سے نامی  
روا ہوتا اگر نام غنیؑ کا کرتے جی بھر کے

# حکومت پنجاب کو نہایت ضروری انتباہ

فرزندان اسلام عنایت اللہ مشرقی کے قریب جدید سے پچیس  
(از حاجی بشیر احمد صاحب)

ماسٹر عنایت اللہ مشرقی کی تحریک خاکساری پر چونکہ ہر جگہ اوس پڑ رہی ہے۔ اور فرزند ان اسلام ہر مقام پر اس دجالانہ تحریک کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں۔ پنجاب، سرحد، ماورائے سرحد، افغانستان، یوپی، انگلہ او ہیار وغیرہ صوبوں کے تمام علماء حقانی نے اس تحریک کی اعانت کے حرام اور ناجائز ہونے کا متفقہ طور پر فتویٰ صادر فرمادیا ہے۔ اسلئے اب اس نے حکومت کو دھوکا دینے اور اس کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے تاکہ اس طرح وہ اپنے مفادِ مشن کو کیجیل کر سکے۔ چنانچہ اس نے آئریبل منسٹر دھیراجی خان صاحب وزیر اعظم پنجاب کی خدمت میں خاکساروں کا وفد بھیج کر تین درخواستیں پیش کی ہیں۔ اور مختلف شہروں کے خاکساروں کی ریویو کمیٹوں اور پوسٹروں کی صورت میں ان درخواستوں کی تائید میں آواز بلند کر رہا ہے۔ یہ درخواستیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مشرقی کے نام نہاد بیت المال کو مضبوط کرنے کے لئے سرکاری طور پر ایک نظام قائم کیا جائے۔ (۲) اس کے ادارہ اچھرہ میں براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کیا جائے تاکہ مشرقی اسکے ذریعہ ہندوستان بھر میں رقرآن اور حدیث کی تبلیغ کر سکے (۳) ملازمین حکومت اگر خاکساری تحریک میں شامل ہونا چاہیں تو اس سے ان کو روکا جائے۔

خاکساریت اور ملازمین حکومت نے اپنے ملازمین کو خاکساری تحریک میں شامل ہونے سے کب روکا ملازمین حکومت ہے جو مشرقی کو اس رکاوٹ کے دور کرنے کے لئے حکومت سے درخواست کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی؟ مشرقی خود لکھتا ہے:-

(۱) خاکسار تحریک میں اس وقت بیسیوں ملازمین اور مجبور لوگ شامل ہیں۔ پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار روپیہ آمدنیوں والے بھی ہیں۔ چودہ چودہ روپے کے چپڑا ہی بھی ہیں۔ پولیس والے بھی ہیں۔ فوج والے بھی ہیں۔ کیا ان کو کسی انگریز نے روکا؟ (۲) اصلاح ۱۹۳۷ء قول فیصل نمبر ۱۱۱ (۳) حکومت کے اپنے آدمی ہمارے سالانہ کھلے طور پر رہے۔ ہم نے ان کو خلوص دل سے آنکھوں پر پٹیا لایا (۴) اصلاح ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۵۷

مشرق کا سالانہ ریزی صوبہ دہلی رقم طراز ہے:- (۱) ہمارے ہاں گورنٹ ملازم، پنشنر، جہان، وکیل، فوجی آفیسر تک ہیں (۲) اصلاح ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۵۷

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ خاکساری تحریک میں ہر جگہ کے سرکاری ملازم شریک ہیں۔ پس جو چیز مشرقی کو

پہلے سے حاصل ہے اسکے حصول کے لئے درخواست کرنا یا تو دورہ سراق کا اثر ہے یا مخلوق خدا کو دھوکا دینا مقصود ہے  
 ہر کیف درخواست کے اس حصہ سے ہماری بحث کا تعلق نہیں۔ نہ اس وقت ہیں اس سے تعرض مقصود ہے۔  
**بیت المال کے قیام اور قرآن**  
 البتہ اس درخواست کے پہلے وجوہات کے متعلق ہم کچھ عرض کرنا  
**حدیث کی تبلیغ کا ڈھونگ** ضروری سمجھتے ہیں۔ بیت المال کے قیام اور قرآن وحدیث کی تبلیغ  
 کی ضرورت و اہمیت سے ہمیں انکار نہیں۔ لیکن بیت المال کی تشکیل اور اس کا نظام خالص شرعی ہونا چاہیے اسکے  
 نظام میں غیر مسلموں اور ملاحہ و زنا و فحشاء کی سیادت کو مسلمان کسی حال میں بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قرآن و  
 حدیث کے نام سے کفر اور دہریت کی اشاعت کرنا والے کسی فرد یا افراد کو اگر مسلمانوں کا تبلیغی اور مالی نظام فوایض کیا  
 گیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ شدید بے انصافی ہوگی۔

**مشرقی کے ادارہ علیہ** مشرقی اپنے جس ادارہ علیہ کو مضبوط کرنے کے لئے سرکاری نظام اور اسی  
**کی حقیقت** ادارہ کے ماتحت براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسکی حقیقت سے  
 بہت سے حضرات ناواقف ہونگے اسلئے ہم بتانا چاہتے ہیں کہ مشرقی کے ادارہ کی حقیقت کیا ہے؟  
 یہ ادارہ کسی جماعت، کسی مجلس، کسی انجمن یا کسی سوسائٹی کا نام نہیں بلکہ بلا شرکت غیرے مشرقی کے تہذیبی و فروعی  
 اقتدار کا نام ہے چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:-

”ادارہ علیہ بانی تحریک کے پیداکرہ اقتدار کی رسمی صورت ہے جو تمام احکام اور اقدیات کا حشر شہ ہے۔ اس میں  
 قائد تحریک کے سوا کوئی دوسرا شخص شامل نہیں“ (الاصلاح ۱۱ دسمبر ۱۹۷۳ء قول فیصل بتر ص ۱۲)

**خدائی اور منجمنہ اختیارات کے سیاحت** مشرقی اپنے انجمن میں جا بجا اپنے نام کیساتھ ”امیر ملت“ امیر  
**مسلمانوں کا مفت اختیار مطلق امام بننے کی کوشش** جماعت، بلکہ ”امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز“ لکھنؤ تاجرانہ  
 کیلئے دیکھو اصلاح ۱۲ اگست ۱۹۷۳ء کالم ۲، ۱۲ فروری ۱۹۷۴ء کالم ۲، ۱۲ اگست ۱۹۷۴ء کالم ۲  
 وغیرہ۔ اور امیر کی نسبت (گویا اپنی نسبت) وہ صاف لفظوں میں رقمطراز ہے کہ:-

”وہ رسول جو کسی زمانہ میں امتوں کے زندہ اور مطلق (یعنی بولنے والے) امیر تھے گزر چکے اب رسولوں کے بعد انسانی امتوں

میں جماعت کے قیام کی کوئی صورت ماسوا اسکے نہیں کہ ان کے بعد بھی ایک زندہ امیر ہر وقت موجود ہو جسے منہ سے نکلے

ہوئے حکم اسی شدت سے مانے جائیں“ (الاصلاح ۱۹ مارچ ۱۹۷۴ء کالم ۲)

اسی انبار کے صنوبر کے کالم پر مشرقی لکھتا ہے:-

”مسلمان کا امیر، اصل رسول خدا صلعم کا جانشین ہے۔ اسی نقطہ نظر سے اس کا نام خلیفۃ اللہ ہے۔ یہی وجہ  
 ہے کہ جب نبی کے دئے ہوئے حکموں اور اعمال پر خدا کے سوا کسی کی گرفت نہیں تو اسلام کا امیر اور خلیفہ

بھی مسلمانوں کے تمام مواخذے سے باہر ہے۔

پھر اسی صنف پر کالم میں رقمطراز ہے :-

”والتقرض مسلمانوں کا امیر امیر ناطق ہے امت کی ہر گرفت سے آزاد ہے (الی قول) خود خدا کی مانند وہ ولا فیشیء فی حُکْمِہٖ اَحَدًا“ کا مصداق ہے لاشریک حاکم ہے۔“

## اپنی ذات کیلئے بغیر عصمت ثابت کرنی نہ لیا کوشش

میں اور میرے مقرر کردہ افسر غلطی ناظرین اور مشرقی کی منقول عبارات سے معلوم کر چکے ہیں کہ ”ادارہ علیہ“ اور بددیانتی سے قطعاً مبہر ہیں۔“ صرف مشرقی کی ذات واحد کا نام ہے۔ اس کے ساتھ حسب ذیل عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیے !

ادارہ علیہ اور اس کے مقرر کردہ افسران بالاکسی شخص کے خلاف الزام قائم کرنے، یا بیان یا شہادت دینے میں

غلطی یا بددیانتی سے قطعاً مبہر ہیں۔“ (الاصلاح ۵ جون ۱۹۳۶ء ص ۷۲)

غلطی اور بددیانتی سے قطعاً مبہر ہونا، انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے جبکہ مشرقی اپنے لئے اور اپنے تمام مقرر کردہ افسران بالا کے لئے ثابت کر رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی آنجنابی نے تو تنہا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن مشرقی نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے ”افسران بالا“ کو بھی درپردہ نبی ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

مشرق کی کو اس کے منصب سے مشرقی یہ بھی لکھتا ہے کہ :-

کوئی نہیں گرا سکتا۔“ ”تحریک کا قائد جب تک قائم ہے تحریک کا واحد ذمہ دار ہے اور

ادارہ علیہ کے سوا (یعنی اس کی اپنی ذات واحد کے سوا) کوئی طاقت اس کو اپنے منصب سے گرا نہیں سکتی

العرض خاک تحریک کا تمام نظام اول سے آخر تک اختیار ناطق (یعنی ڈکٹیٹر شپ) پر مبنی ہے۔“ (الاصلاح

۹ دسمبر ۱۹۳۷ء قول فیصل نمبر ۱۳، ۱۴)

ان عبارات سے صاف ثابت ہے کہ وہ ادارہ علیہ اچھرہ سے مراد غایت اللہ مشرقی کی ذات ہے۔ اس کے احکام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرح واجب التعمیل ہیں۔ مشرقی خود خدا کی مانند ولا فیشیء

فی حُکْمِہٖ اَحَدًا“ کا مصداق ہے۔ خدا کی طرح لاشریک حاکم ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح غلطی اور بددیانتی سے پاک ہے۔ وہ مسلمانوں کا واحد ڈکٹیٹر ہے۔ اور اس ڈکٹیٹر شپ سے اس کو کوئی طاقت معزول نہیں

کر سکتی (معاذ اللہ)

اس کے علاوہ مشرقی کا یہ عقیدہ بھی ثابت ہے کہ کسی امر کے متعلق (خصوصاً مال کے معاملہ میں) ”امیر کے ساتھ

نزاع کرنے والے شخص کا ایمان دیکر ساقط ہے (مقدمہ تذکرہ اردو ص ۲۶ کا حاشیہ) نیز یہ کہ:-

و امیر کی نافرمانی سے ایمان ساقط ہو جاتا ہے (الاصلاح ۷ دسمبر ۱۳۲۷ء ص ۳۷ کالم ۳)

اور یہ بھی کہ بیت المال کے معاملہ میں اگر کوئی شخص و امیر، پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اعتراض کرنے والا بخت جہنمی اور چور ہے اسی عقیدہ کی بنا پر مشرقی نے حضرت سیدنا عیسیٰ فاروق رضی اللہ عنہ پر مخلصانہ نکتہ چینی کرنے والے صحابی (جو بکت تواریخ کی رو سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے) کو معاذ اللہ بخت جہنمی اور چور لکھا ہے (ملاحظہ ہو الاصلاح ۷ نومبر ۱۳۲۷ء۔ قول فیصل نمبر ۱۳ کالم ۷)

مشرق کے ان خیالات کی موجودگی میں مسلمانوں کے مالی اور تبلیغی نظام کو اس کے فروعی ادارہ سے وابستہ کرنا گویا معاذ اللہ اسلام کو فنا کرنا اور مسلمانوں کے دینی حقوق کا قتل عام ہے اس لئے تمام علماء ملت، سیاسی رہنماؤں، اسلامی انجمنوں، اسلامی اخباروں اور تمام خدا پرست مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ مشرق کی اس جدید و جالانہ تجویز کے خلاف فوری اور موثر آواز بلند کریں۔

ہم سرسندہ حیات خاں صاحب کی حکومت سے بھی توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ مشرق کے منقولہ بالا خیالات کی روشنی میں اس کے ناپاک غرائم و مقاصد کو سمجھ لے گی۔ اور اس کے قریب میں آکر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیگی جس سے مسلمان یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ حکومت قرآن و حدیث کی تبلیغ اور بیت المال کے نام سے مسلمانوں کے دل و دماغ میں کفر و شرک اور الحاد و دہریت کو ٹھونسنا چاہتی ہے۔

(۲۸ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۳۸ء)

**سالانہ تبلیغی دورہ** امیر حزب الانصار کی قیادت میں حزب الانصار کا تبلیغی دورہ جب، دستور سالانہ گذشتہ ماہ مارچ و اپریل میں دیہات کا تبلیغی دورہ کر کے گاجن جن مقامات کے اصحاب اپنے ہاں وفد کو دعوت دینا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ۵ مارچ سے پہلے دفتر حزب الانصار میں بھیجیں تاکہ پروگرام بنائے وقت اس کے علاوہ میں بھی مقام مقرر کیا جاسکے ۵ مارچ کے بعد جو بھی درخواستیں موصول ہوں گی۔ ان پر عمل کرنے میں دشواری کا سامنا نہ کیا۔ نتیجہ

**کشتہ فولاد سر دقتوی جگر** یہ فولاد کا سر دقتوی جو کہ آگ سے نہیں بلکہ سونے نباتات سے کشتہ کیا جاتا ہے۔ کشتہ نہایت ہی بھوک پیدا کرتا ہے۔ اور دقتوی معدہ و دماغ کو عام ہے، یہ قیاس کو دور کرتا ہے۔ اور اعضاء ریشہ کو قوت دیتا ہے، دقتوی باہر ہے چہرہ پر رونق اور بشاشت لگتا ہے بدن کو قہر کمزور، شانہ کی گرمی کو دور کرتا ہے عریضہ جملہ اعضاء ریشہ کے افعال کو درست کر کے قوی کو اصلی حالت پر لانا اسی کشتہ کا کام ہے۔ اصلی کشتہ ہم سے مل سکتا ہے قیمت ۲۰ روپے، خاک ۱۰ روپے، جگر ۱۰ روپے، بلکہ لٹہ و تپا پر وپاٹیر کا زمانہ چشمہ شفا بھیر۔



# دھوکہ

(اثر خادم مولوی محمد حسین صاحب شوق سیلانوی)

شام کے سات بج چکے ہیں۔ دن بھر کا تھکا مارا سورج لیلائے شب کے سیاہ دامنوں میں اپنی ماندگی رنغ کرنے کیلئے چھپ جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ رئیس وہ کے مہمان خانہ کے سامنے چند گنوار اور نو شادی لوگ بیٹھے دس کی آمد کی انتظار کر رہے ہیں۔ دفعہ اوقتی کے لئے کوئی حقیقی رہا ہے کوئی بڑا رہا ہے۔ کوئی اپنے دن بھر کے کام کاج پر فخریہ انداز میں تبصرہ کر رہا ہے۔ ان سے دور کچھ فاصلہ پر وہ آدمی کریموں پر بیٹھے ہوئے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے ہیں جن کے لبثوں اور لباس سے علانہ و جاہت کا پتہ چلتا ہے ایک کا نام اختر ہے جو اسی فریہ کے متوسط طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا کوئی چند دن کا نووارد مہمان ہے۔

اختر۔ میر صاحب ناراضگی معاف آج کچھ غیر معمولی کام تھا۔ اس وجہ سے دیر ہو گئی ہے۔ کیا کریں دنیا کے دھندے ایسے ہیں کہ ختم ہی نہیں ہوتے (ایک ہی سانس میں سارا جملہ کہ جاتا ہے)

میر صاحب۔ بھائی اختر ناراضگی کا کیا محل ہے۔ آپ بھی بہت باتونی ہیں۔ کاش آپ کسی سیاسی انجمن کے چنگیڈا سیکرٹری ہوتے۔ لیکن نہایت والے بیچارے ایسے گوبرگ انامیہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔

اختر۔ بات کانکر، اور کسی امامیہ کی طرف سے مجلس عزاکا چہن ڈاکریوں ہوتا (وقتہ) میر صاحب، قسم نبی التنی موزوں بخور ہے۔ واللہ پھر تو پانچون گھی میں ہوتیں۔ نیاز کے زردے ورے بھی خوب اڑتے اور سنا پھری مجتہد العصر، فقیہ المثال، کر بلا تیشال وغیرہ قسم کے نہ معلوم سینکڑوں الم علم خطابات کے بھی متقی ہوتے۔

اختر۔ میر جی چھوڑیے مجھے خدا ان بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ کیا آج تک خان کر بلائی صاحبے بھی کوئی تبادولنیالات ہوا کر آپ کے نیربان بھی ہیں۔ اور جب اہلبیت کے ماٹی بھی۔ آپ غصہ تو ہونگے۔ لیکن خالص میکی مذہب کھتے ہیں سہ مہمان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے میں پوری عیاری اور کوشش صرف فرماتے ہیں۔

میر صاحب۔ ہاں ہاں آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔ آج شریف لائے تھے۔ یوں گھنڈہ تک منع چاہتے رہے۔ اخیر جاتے جاتے کچھ مذہبی کتابیں دیکر مطالعہ کی ہدایت کر گئے ہیں اور شام کو پھر گفتگو کا وعدہ کر گئے ہیں۔ ابھی آتے ہوں گے۔

اختر۔ اگر واقعی آنے والے ہیں تو میں پھر وہاں عوام الناس میں جا کر بیٹھتا ہوں کیونکہ کر بلائی کو خلیق الطبع ہیں رجس ہر مرض داسے کو ہونا چاہئے) لیکن میرے وجود کو اپنے تبلیغی پروگرام میں راستے کا رڈاڑا سمجھتے ہیں۔ شاید اس خیال سے کھل کر آپ کو تبلیغ نہ کر سکیں (راتنے میں خان کر بلائی رئیسانہ شان سے آتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ لوگ باگ پشیوائی کیلئے کھڑے ہو جاتے

میں۔ خان صاحب علیک ملیکے بودایک کسی پروراز سوجاتے ہیں اور یوں گویا ہوتے ہیں۔  
 کر بلائی۔ میر صاحب امید ہے کہ آپ نے آج دن کے میرے مشکوٰۃ معروضات پر ٹھنڈے دل سے نوکیا ہوگا۔ اور کتابیں بھی  
 نظر سے گزری ہوں گی۔ ان کتابوں میں نہایت بے تعصبی اور کاوش سے صحیح حالات کو پیش کرنا کی کوشش کی گئی ہے۔  
 میر صاحب چشمہ بد دور بے تعصبی کی بھی ایک ہی کہی۔ میں نے کچھ زیادہ مطالعہ تو نہیں کیا۔ لیکن جو کچھ مشت نمونہ  
 خروار ملاحظہ کیا ہے اس سے اتنا اندازہ ہو گیا ہے کہ تعصب کے نہایت کرمیہ انداز بیان کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے  
 وہ نا اہتمام ایک ہی صورت میں قائم رکھا گیا ہے۔

کر بلائی۔ ذرا تعصیف ہو کر یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں تو یہ کتاب صحیح دلائل کا ایک بجز وہاں ہے تعصب  
 نام کو نہیں۔ آپ نے کون سے حصہ کا مطالعہ کیا ہے۔

میر صاحب۔ جس حصہ میں اصحاب ثلاثہ اور حضرت علیؑ کے فضائل کا مقابلہ درج ہے۔  
 کر بلائی۔ ہاں ہاں تو پھر کون سی بات غلط نظر آئی۔

میر صاحب۔ اللہ اللہ عجب دلاور بہت دردے کہ بکھ چرخ دارد جہاں فضائل کے مقابل میں اصحاب ثلاثہؑ  
 کے قبل از اسلام کے حالات ذکر کئے جائیں۔ اور حضرت علیؑ کے زمانہ اسلام کے حالات سامنے لائے جائیں۔ اگر  
 اسی کا نام تحقیق اور بے تعصبی ہے تو پھر تعصب کیا میں آپ کو نظر ہی نہ آسکا۔ کتنا بھڑامقابلہ ہے۔

کر بلائی۔ چیک کر۔ اچھا میر صاحب یہ فرمائیے کہ شیر خدا مرشد کل اولیا کی ولادت کا کبہ اللہ میں واقع ہوا اس سے  
 بڑھ کر بھی کوئی فضیلت ہو سکتی ہے

میر صاحب۔ اوہ آپ کے معلومات بھی بہت وسیع معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت حکیم بن خرازم بھی کہ ہیں تولد ہوئے  
 تھے۔ علاوہ از بن حکیم ابن خرازم کی ولادت کعبہ کے اندر اور قفقہ طور پر سلم ہے اور حضرت علیؑ کا تولد کعبہ سے باہر ہوا ہے  
 اور مختلف فیہ ہے۔ چند سال ہوئے نجدیوں نے مولد شریف کو منہدم کیا ہے۔ قطع نظر ان سب باتوں سے یہ بھی کوئی  
 فضیلت ہے کیونکہ اس وقت کعبہ شریف تباہ تھا۔ اور غالباً مائی صاحبہ بتوں کا طواف کرنے کی غرض سے شریفیے  
 گئی ہوگی۔ آپ جیسے لوگ ہی اہلیت کے دوست نما دشمن ہیں۔

کر بلائی۔ جتنی لاکر میر صاحب آپ تو بال کی کھال تارتے ہیں۔ بھلائی تو فرمائیے میں نے بہت بنبیوں کو اکڑا کر کہتے سنا  
 ہے کہ حضرت صدیقؑ ٹھانوس حضرت رسول صلعم کے مصاحب تھے۔ پھر کیا ہوا یہ بھی کوئی بہادری ہے شجاعت تو یہ ہے  
 کہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالکر دشمنوں کے محاصرے میں حضور صلعم کی چارپائی پر سوجانا اور زندگی کی پرواہ نہ کرنا خوشامدی لوگ  
 ایک دوسرے کی طرف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کین آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

میر صاحب۔ سبحان اللہ کیا تحقیق ہے آپ تو عجب کے دستور سے بھی ناواقف ہیں۔ عرب میں کسی شخص کو سوتا ہوا یا بخیر کے  
 علاوہ قتل کرنا نہایت محبوب اور باحسانہ فعل سمجھا جاتا تھا اور خصوصاً کسی شخص کے ایسے حکمران کا اس کا سنا سنیں

بزدلی تصور کی جاتی تھی۔ واقعات اس کے شاہد ہیں۔ ورتنام رات کٹا کو محاصرہ کی کیا ضرورت تھی۔ فوراً اندر گھس جاتے لیکن یہ تہذیب عرب کے سخت متنافی تھا۔ چنانچہ صبح کو جب حضرت علی باہر نکلے اور کفار کو سوال کرنے پر معلوم ہوا۔ کعلی ابن ابی طالب ہیں تو انہوں نے حضرت علی سے کوئی چٹھڑ چھاپڑ نہیں کی۔ ان باتوں پر دھیان دینے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلیعم کی جگہ پر سونا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا نہیں تھا۔ بلکہ آنحضرت صلیعم کی محبت میں کسی شخص کا لہو لوی طہیر پایا جانا ضرور خطرناک اقدام تھا۔ (نوشادی حیرت اور شہرندگی سے ایک دوسرے کا منہ نہ کھینچتے ہیں)

کربلائی بے چینی کی حالت میں کرسی سے اٹھ کر پھر بیٹھ جاتے ہیں۔ سر کھلاتے ہوئے۔ میر صاحب! لیکن قرآن کے روئے مجھ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق ان جان جو کھوں میں پڑنے پر سخت نادم تھے۔ بنا بریں حکم خداوندی نازل ہوا کہ لا تحزن ان الله معنا گھبراؤ مت خدا ہمارا ساتھ ہے۔

میر صاحب! کربلائی صاحب میں زیادہ عربی دان تو نہیں لیکن اس قدر ضرور واقف ہوں کہ آپ مجھے دھوکہ دینے کی سعی لالچ کر رہے ہیں کیونکہ لائحہ عمل کے معنی مادہ ہونیکہ نہیں بلکہ غمناک ہونیکہ ہیں۔ ان دونوں معنوں میں کوسوں کا تفاوت ہے عرب میں تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ قرآن کے انداز بیان اور حقیقت واقعہ کو اگر لفظاً دیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق آنحضرت صلیعم کی ذات محلی صفات کیلئے بادی النظر میں خطرہ محسوس کرتے ہوئے گھبرا رہے تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو جب حکم ہوتا ہے کہ اپنے جگر گوشہ کو خدا کے بھروسہ پر دیا میں والدہ تو وہ گھبراتی ہیں ایشا ہوتا ہے لا تخافی ولا تحزنی انما اولوہ الیک الایہ خوف نہ کرو اور گھبراؤ مت ہم اسے تمہاری طرف تو انیسٹے معلوم ہوا کہ جب طرح موسیٰ کی والدہ ماجدہ اپنے عزیز کے لئے خوفزدہ ہو رہی تھیں اسی طرح حضرت صدیق اکبر بھی اپنے محبوب کو گزند پہنچانے سے خائف تھے نہ اتلس کیلئے محبت ایزدی کا اعلان فرما دیا گیا۔ افسوس ہے کہ ایک کھلی ہوئی حقیقت کو آپ لفظ کے سیج میں چھپانے کی جرات کر رہے ہیں جو یقیناً تعصب اور دھوکہ ہے۔

کربلائی! خیر میں زیادہ دلی علم نہیں اور نہ آپ کی طرح گریو ریٹ ہوں نا کہ ان پوست کندہ وفاق کو سمجھ سکوں۔ الفاظ کی غلطی کر دگدغ فرمائیں گا۔

میر صاحب! ظلم تو یہی ہے کہ عربی کے قواعد سے بے بہرہ اور نہروانی کی مرض میں مبتلا حضرات مذہبیات جیسے باریک معاملہ میں عاقبت سے بے پرواہی کرتے ہوئے قرآن حکیم کا حلیہ بگاڑنے کا جو جرم کرتے ہیں اسکی تلافی یا قیامت نہیں ہو سکتی۔ اور خصوصاً جلال اور سیدھے سائے عوام کو بندہ ہی کے جال میں پھانسنے کی خاطر ہر خود غلط محقق احباب جس غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں انتہا درجہ کی دیدہ دلیری ہے۔ کاش کہ ہندوستان کے عوام مسلمان تعلیم سے بہرہ ور ہوتے اور قرآن کریم کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے تو قطعاً ایسے روزمرہ کے مصائب سے نجات حاصل ہو جاتی۔ (باقی دارد)

# آخری نبی

(مولوی حبیب اللہ اوتوہی کی تالیف)

## حضرت ابوبکر صدیق کا قول

کتاب ما ثبت من السنة في ايام السنة مع ترجمہ اردو (مطبوعہ ۱۹۰۰ء) مطبع مجتہانی دہلی کے صفحہ ۱۱۸ پر ہے۔ وفي رواية وكان اثباتهم بابكر جاء وعيناه قحمان وذفراته قد ردت وغصصه متصاعد وقمرخ قد دخل على النبي صلى الله عليه وآله وسلم فأكب عليه وكشف الثوب عن وجهه وقال طبت حيا وميتا وانقطع لموتك بالنفوس اذكرنا يا محمد صلى الله عليه وآله وسلم عند ربك ولكن بيا لك (ترجمہ) اور ایک روایت میں ہے کہ ان سب میں ثابت قدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی دعوت انہیں رواں تھیں۔ اور اپنی طرحی سوانحی۔ اور انہیں پڑھتا اور بلند آواز سے پڑھتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان پر ان کے گریہ ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ (مبارک) سے کچھ اٹھایا اور فرمایا۔ دو گت پاک رہے جو زندہ بھی اور وفات (شریف) میں بھی۔ اور آپ کی وفات (مبارک) سے وہ بات منقطع ہو گئی جو کسی نبی کی موت سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ سو آپ صفت سے بڑھوا اور رونے سے بڑگ تر ہو۔ اور اگر آپ کی موت اختیار میں ہوتی۔ تو آپ کی وفات (شریف) پر اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے پاس ہم کو یاد رکھنا۔ اور ہم آپ کے دل میں ہیں۔

## حضرت عمر فاروق کا قول

کتاب ما ثبت من السنة في ايام السنة مع ترجمہ اردو کے صفحہ ۱۲۱ پر ہے۔ ورواہ ابو العباس قتادہ برہہ بوصیری کی شرح میں یہ ذکر کرتا ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات (شریف) ثابت ہو گئی۔ اور قولی ثانی کی طرف رجوع کیا تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) روتے ہوئے یہ فرمایا۔

وہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہے شک وہ سنوں جس سے لگ کر آپ خطبہ کرتے تھے پھر جب لگ بہت ہو گئے تو آپ نے صبر فرمایا۔ لگاتار آپ کی خطبہ سنائیں۔ گو وہ سنوں آپ کی

صالحہ قطع کر دیا اور ان کی انہیں خفا سے من الصفا ورجلک من النکاح وروا ان سوانح کا اعتبار نا لیا جائے

جہاں میں رونے لگا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس شتون پر اپنا ہاتھ رکھا۔ تب اس کی تسلی ہوئی۔ تو آپ کی استنوا آپ پر رونے کی سزاوارتر ہے۔ جب آپ اس سے جدا ہوئے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی فضیلت اللہ کے ماں معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت ٹھہرائی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک آپ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے ماں معلوم ہو چکی ہے اِنَّ جَنَّاتٍ اُخْرٰۤی اَفْضٰیۤا کہ آپ کو سب نبیوں سے سچھے بھیجا۔ اور آپ کا ذکر خیر ان سے اول کیا۔

حضرت فاطمہ زہرا کا قول

کتاب ما ثبت من السنة فی ایام السنة مع اردو ترجمہ کے صفحہ ۳۳، ۳۴، ۳۵ پر ہے۔

دو اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذہن ہو چکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور فرمائے لگیں کہ تمہارے دلوں نے کیوں کر قبول کیا۔ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالو اس کو بخاری نے روایت کیا، اور ایک روایت میں ہے جب وہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے فاسخ ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمائے لگیں اے ابوالحسن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر چکے۔ جواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابوالحسن تمہارے دل کیونکر راضی ہوئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالو کیا آپ نبی الرحمتہ نہیں تھے۔ جواب دیا ہاں تھے۔ پر امر الہی کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے پھر حضرت فاطمہؑ بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دفن شروع کیا۔ اور یہ فرماتی تھیں۔

ہائے باپ ہائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہائے حجت کے نبی اب وحی نہیں سنیگی۔ اب جبرئیل علیہ السلام سے جدا ہو جاوے گا۔ اب میری روح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سے ملائے اور ان کے چہرہ مبارک کے دیکھنے سے مجھ کو خوب سیر کرنے اور محکومان کے اجر سے اور قیامت کے دن شفاعت محروم نہ کرنا“

حضرت ام ایمنؓ کا قول

كتاب صحيح مسلم شريف مطبوع سنة ١٣٠٠ هـ مطبع انصاري دلهي جلد ٢ ص ٢٢٠ كتاب الفضائل باب فضائل حضرت  
ام ايمن رضي الله عن انس رضي الله عنه قال ابو جبر رضي الله عنه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن  
انطلق بنا الى امة ايمن نروها كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في الت ما ابكي ان  
لا اكون اعلم ان ما عند الله خير لو سوله صلى الله عليه واله وسلم ولكن ابكي ان الوحي قد

۱۰ یعنی وحی رسالت و نبوت



انقطع من السماء فحيجا تصما على البكاء فجعل يبكيان معهما (ترجمہ) حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ ہم کو اہم میں کی طرف لے چلو تاکہ ہم ان سے ملاقات کریں۔ جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملاقات کرتے تھے۔ پس جب ہم حضرت ام ایمن کے پاس پہنچے تو آپ رؤیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اے ام ایمن کس چیز نے تجھ کو رلایا۔ کیا آپ نہیں جانتی کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بہتر ہے حضرت ام ایمن نے جواب دیا کہ میں اس لئے نہیں روتی ہوں کہ میں نہیں جانتی کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے بہتر ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔ اور لیکن روتی ہوں اس واسطے کہ تحقیق وحی کا آسمان سے آنا منقطع ہوا ہے پس باعث ہوئیں حضرت ام ایمن ان دونوں کو رونے کا۔ اور ان دونوں نے رونا شروع کیا۔

**خوشخبری**  
مولانا محمد اشرف صاحب نیراوی خطیب مسجد جامع بھلوال سابق سالار شیعہ  
خاکساران نے ملحد مشرقی کی کتاب تذکرہ کے مطالعہ کے بعد مشرقی کے کفریہ عقائد  
سے مطلع ہو کر تحریک خاکساران سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ بھلوال کے خاکسار بھی اس تحریک سے علیحدہ  
ہو کر آزادانہ خدمت اسلام کا فہرہ بیل کر چکے ہیں۔ تحریک خاکساری میں سر جگہ زوال کے آثار نمودار ہیں۔ سرحدیں  
ان کا قلع قمع ہو رہی ہیں۔ کوہاٹ میں جہاں چار سو کے قریب خاکسار تھے۔ اب وہاں بیس بائیس سے زیادہ  
موجود نہیں ہیں۔

[illegible]

۱۷ حضرت ام امین حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کی ان تین ۲۷ یعنی وحی رسالت

# سلسلہ بہائی

آفیس

## فرقہ مرزائیہ

(مولوی حبیب اللہ اترسری سبکدخیز خرب الانصا بھیرہ کے قلم سے)

### مرزائی

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دارفانی سے رحلت فرما گئے اور زیر زمین جا کر سیر کر چکے۔  
عسل مصنی حصہ اول ص ۲۲۸

(۲) نازل ہونے والا مسیح اسرائیلی نہیں ہوگا۔ بلکہ امت محمدیہ سے ہوگا۔ (تفہیم صحیح ص ۳)

(۳) یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ اور ہمارے ہر ایک مسئلہ مختلف فیہ کا عدالت کیساتھ فیصلہ کریگا۔ اور باطل پرستوں کو الگ اور حق پرستوں کو الگ کر دیگا۔ پس وہ اسی حکم کو جس کی وجہ سے صلیب کو توڑے گا۔ اور خضر یوں کو ماریگا اور روز کے جھگڑوں کا خاتمہ کر دیگا۔ مثلاً اس دن کیا حال ہوگا جس دن ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا۔ اور تم میں سے ہی اسے امتی لوگوں پر پیدا ہوگا (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۲۲۸)

(۴) مسیح موعود ایسے جہاد کو موقوف کر دیگا۔ جس میں جنگی اوزار کا استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے وقت میں اس قسم کے جہاد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ ایک عادل، اور منصف مزاج گوشت کے زیر حکومت رہ کر پوری آزادی

### بہائی

۱) بابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بھی قائل ہیں الفضل - مہر فروری ۱۹۲۳ء ص ۶

(۲) نازل ہونے والا مسیح اسرائیلی نہیں ہوگا۔ بلکہ امت محمدیہ سے ہوگا (تفہیم صحیح ص ۳)

(۳) کتاب مذکور (یعنی مشکوٰۃ) کے باب نزول عیسیٰ فیصلہ اول میں لکھا ہے (ترجمہ) حضرت ابوشہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے خدا کی کہ جس کے ہاتھوں میں میری زندگی ہے بالفور نہایت نزدیک ہے وہ وقت کہ اترے تمہاری قوم میں مریم کا فرزند ایسے حال میں کہ وہ صاحب حکم اور عدل و انصاف والا ہوگا۔ یعنی مسیح موعود ضروری اسلامی امت میں سے آئیگا۔ اور دوسری کسی امت میں سے نہیں آئیگا۔  
الحکم را المعیار البصیح صفحہ ۱۷۹

(۴) پھر صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہے کہ مسیح علیہ السلام جہاد کو موقوف کر دینگے و یضع الحرب اوزارہا الخ اور جہاد شرع محمدی میں جائز ہے۔ پس ایک جائز چیز کو اٹھا دینا سولے حاکم یا اختیار کے کسی کا کام نہیں ہے

(عمدة التقيع حصہ ۱)

کے ساتھ خدمتِ دین بجالانے لگا۔ اور یہ خدمتِ دین بھی ایک جہاد ہوگی۔ مگر یہ جہاد قلبی ہوگا نہ توپ و تفنگ کا یا سچو بخاری کی حدیث میں بیضع الحرب آیا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ جنگ کو اٹھا دینا۔

(عسل مصنفی جلد ۲ صفحہ ۴۳۴)

۵۔ اس امام کے واسطے نماز جمع کی جاتی ہے۔ جیسے کہ حدیث نبوی میں آیا ہے احمد بن حنبل نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوگا۔ اور خضر کو قتل کر لے گا۔ اور صلیب کو توڑ دے گا۔ اور اس کیلئے نماز جمع ہو کر گئی اور مال دیا کر لے گا۔ مگر قبول نہ کیا جائیگا اور خراج کو اٹھا دے گا۔ اور رو جا میں آئے گا یا حج کر لے گا۔ یا عمرہ یا دونوں کو جمع کر لے گا دیکھو تفسیر روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰۔ (عسل مصنفی حصہ ۲ صفحہ ۴۳۴)

۶۔ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ، قتال اب آگیا سچ جو دیں کا امام ہے دیں کے تمام جنگوں کا اب ختم ہے (تحفہ گوڑویہ صفحہ ۳۹)

۷۔ افغانستان میں امیر کابل کی ملکیت میں موجود امیر امان اللہ خان صاحب کے زمانہ سے پہلے مائے دو آدمی جن میں سے ایک یعنی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم ایک بڑے سرخز رئیس تھے۔ اور اس ملک میں ہزاروں آدمیوں کے گویا مقتدر تھے محض احمدی ہونے کی وجہ سے نہایت ظالمانہ طور پر قتل کئے گئے۔

۵۔ پھر صحیح حدیث میں وارد ہے کہ یجمع لہ الصلوٰۃ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نمازوں کو جمع کرینگے۔ یعنی ظہر و عصر، مغرب و عشا کا ایک ایک وقت ہو جائیگا اور پانچ وقتوں کے بجائے تین وقت رہ جائینگے۔

(عمدة التقيع حصہ ۱)

۶۔ بے باک اللہ کے مرید بھی جہاد کے قائل نہیں۔ اور نہ ہی کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں۔

(الحکمہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵)

۷۔ بے باک اللہ کے مریدوں میں سے کئی اپنے عقائد کی وجہ سے بے رحمی سے شہید کئے گئے ہیں اور کچھ اب تک قید خانوں میں ہیں۔

(الحکمہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵ پر ایک لڑی کا خط)

(۸) نبوت و قسم کی ہوتی ہے۔ شرعی اور غیر شرعی  
(والفضل - ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۱)

(۹) مسیح کا صاحبِ شریعت ہونا بھی بہت سی احادیث سے ہو رہا ہوتا ہے اول تو یہ مشہور صحیح حدیث ملاحظہ ہو۔  
فانزل عیسیٰ ابنِ ماریہ حکماً وعدلاً الخ نازل ہوئے مسیح ابنِ مریم حکم کرنے والے اور انصاف کرنے والے  
آخر حدیث لفظ حکماً جس کے معنی حکم کنندہ کے ہیں صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ صاحبِ حکم و شریعت ہو گئے۔  
(عمدة السائق ص ۱)

وہاں اے بہاء اللہ کہد و کیا تم لوگ اس پر اعتراض کرتے ہو جو کھلے کھلے نشان اور برہانِ حجت اور آیاتِ الہی لیکر آیا ہے۔ یہ باتیں اسکے نفس کی جانب سے نہیں بلکہ اس خدا کی جانب سے جس نے اس کو مبعوث کیا سچائی کے ساتھ بھیجا اور تمام جہانوں کے لئے چراغ روشن بنایا۔  
(روحِ نبوین ثالث ص ۱۰ رسالہ البلاغ البین)

اس جگہ بہاء اللہ نے ناموسین اللہ ملہم اللہ کا بھیجا ہوا یعنی رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(۱۱) ”اے میرے شاگردوں! جو کچھ ظالم میرے بارے میں کہتے ہیں اس کو سن بعض کہتے ہیں کہ شیخِ خدا کا دعویٰ کرتا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ اس نے خدا پر ہتھان باندھا ہے الخ

(تجلیاتِ مترجم ص ۱)

۱۲) مزارِ اہلِ مولویوں نے رسالہ ریلوے اخبار فاروق اور الفضل میں لکھا ہے کہ جناب بہاء اللہ کو خدا ہونے

کا یہ تو صحیح ہے کہ نبوت و قسم کی ہوتی ہے شریعت والی اور بغیر شریعت کے  
(والفضل - ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۱)

(۹) مزارِ صاحب کی کتاب العین نمبر ۶ صفحہ ۷، ۸، ۹ اور قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاور کی کتاب النبوة فی القرآن کے ص ۱۰ کے حاشیے سے معلوم ہوتا ہے کہ مزارِ صاحب اپنے آپ کو صاحبِ شریعت نبی بھی مانتا ہے۔

(۱۰) رسالہ دافع البلاء کے ملاحظہ مزارِ صاحب نے لکھا ہے :-

”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا، مزارِ صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔  
(بدراخبار - ۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

(۱۱) ایک فحش زنگ میں میں نے دیکھا کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔ اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں اس پر نادان مولویوں نے شور مچا دیا۔ کہ دیکھو اب اس شخص نے خدا کا دعویٰ کیا الخ  
(حشمتہ سیسی صفحہ ۲۲ کا حاشیہ کاغذ ۱۰)

(۱۲) مزارِ صاحب کے مخالفت کہتے ہیں کہ مزارِ صاحب کو خدا یا عینِ خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ (نعم الوکیل ص ۱۲)

کا دعویٰ ہے۔ یعنی بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا۔

(ریویو جلد ۲۳ نمبر ۳ ص ۳)

(۱۱۳) ایک مرتضائی لکھتا ہے کہ بہائی جناب بہاء اللہ کو خدا جانتے ہیں نہ اس زمانہ کا نبی۔

(الفضل - ۱۳ مئی ۱۹۲۲ء ص ۶)

(۱۱۴) بہاء اللہ بار بار خدا کو خالق قرار دیتا ہے

(ریویو جلد ۲ نمبر ۱ ص ۱۲۴)

(۱۱۵) متبعین حضرت مزار اعظم احمد صاحب قادیانی کی نسبت وکیل مدعا علیہ اور اسکے طرز کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جناب مزار صاحب کو خدا مانتے ہیں۔

(نعم الوکیل ص ۹۲ کا حاشیہ)

(۱۱۶) حضرت مزار صاحب بیسیوں جگہ صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کو ہی خالق ارض و سماویات قرار دیتے ہیں۔

(نعم الوکیل ص ۹۳)

## منہاج العلوم شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی کتاب ہے جو تہذیب طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے اور یہی کتاب ہے کہ جس سے دنیائے تصوف مشرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے۔ کوئی صوفی یا صوفی مزارج ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو جو فیوض کو اسکی ضرورت، عالموں، فاضلوں، واعظوں، لکچراروں، پیروں، فقیروں، ایڈیٹروں کو اسکی ضرورت، غرض ہر قسم کے لوگوں کو اسکی سرفروغ، ہر گھڑی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے یہی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اہل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسی طرز پر لکھوانا شروع کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کی تھی۔ اسکی چند خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں۔

(۱) اصل مثنوی کا شعر جلی قلم سے نہایت خوش خط لکھیں بعض اعراب دیکر لکھا گیا ہے۔ (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح وضاحت کی گئی ہے۔ (۳) ہر شعر کی صرف نحوی ترکیب جامع اختصار کیساتھ کی گئی ہے۔ (۴) ہر شعر کے اندر علم معانی، علم مابیان، اور علم ہدیہ کے فوائد مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ (۵) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت لفظی بھی ہے اور احوال و معنی بھی۔ (۶) اس کے بعد ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے۔ اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن وحدیث کے علاوہ لکھے گئے ہیں۔ (۷) مثنوی کے ہر شعر کے مطابق متنبیلا مشہور شعرے صوفی فنش کے فارسی وار و اشعار لکھے گئے ہیں۔ (۸) ہر شعر کے حاشیہ پر اکثر اشعار کے مطلب کا خلاصہ لکھا گیا ہے تاکہ تلاش میں وقت ضائع نہ ہو۔ قیمت حصہ اول پندرہ حصہ دوم پانچ حصہ سوم پانچ حصہ چہارم پانچ حصہ پنجم پانچ حصہ ششم پانچ حصہ ساتویں روپے دو حصہ ایک جا بجلد چھ روپے تمام حصوں کے خریدار کو ۲۱ روپیہ کمیشن کے علاوہ فخری

ملنے کا تیکہ منیر قریشی بک ایجنسی راولہ واعظ لاہور

# بنگش اور کلب کی کی ستاہوین ملاقات

(ارخان زادہ غلام احمد خاٹا بنگش)

بنگش۔ بخیر آمدید باب تو آپ پورے طور پر مسلح ہو کر آئے ہونگے نہ تاکہ کھلے دل سے قرآن مقدس کے متعلق بحث کو جاری رکھ کر یہ امر معلوم کر سکیں کہ تم لوگ جو خود کو مومن کہلاتے ہو اس قرآن مقدس پر بھی ہمارا یا تمہارے پشوپوں کا کبھی ایمان تھا یا نہیں۔ یا صرف اسی مومن اور نام کے مسلمان ہو۔۔۔۔۔

کلب علی۔ ابھی ہم سوال زیر بحث کے لئے پورے تیار نہیں۔ اسلئے متفرق سوالات پر آپ کی توجہ منہ دل کرنا چاہتے ہیں۔ متوقع ہیں کہ حسبِ اہل سوالات پر روشنی ڈالکر ہمیں مشکوٰۃ فرماویں۔۔۔۔۔

(اولاً) ۱۵، ۱۶، ۱۷ اکتوبر کے جلسہ اہل تشیع بمقام ہنگو میں ذوالہ قار شاہ گجراتی نے اپنے اخبار میں جو رزلٹ افکن جمہ استعمال کیا تھا۔ اس کا تو آپ نے سواہیوں ملاقات میں اشارہ تک بھی نہ کیا۔ ادھر ادھر بالشتوں کی بحث میں اڑا دیا۔ جس کو اب بغرض جواب نہیں کرنا چاہتا ہوں (ذوالفقار) کی تقریر اہل المؤمنین خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں فرمایا ہے کہ (ہذا من شیعہ) و هذا من عدو (۱) کہ ایک شخص موسیٰ علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا اور ایک اس کے دشمنوں میں سے اور میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ خدا و جل و علانے اس آیت میں کراراً فرمایا اے اللہ رسول! شاہد علیک کہ ما از سلنا الیٰ فرعون الیٰ فرعون رسول! کہ میں نے تم کو لوگوں کو اسے قریش وغیرہ ایسا ہی رسول بھیجا ہے جیسا کہ تم نے فرعون کو رسول بھیجا تھا۔ اس مشابہت نامہ اور لفظ شیعہ سے واضح ہوا کہ موسیٰ کلیم اللہ کے وقت بھی دیگر گروہ تھے ایک شیعہ اور دوسرا گروہ فرعون یعنی مشرک، اب اس مماثلت اور جوالہ قرآنی سے ثابت ہوا کہ اس امت میں بھی شیعہ ہیں وہ گروہ رسول ہیں۔ اور غیر ازین مشرک

بنگش۔ آپ نے جو کچھ بیان کیا بالکل ٹھیک نہ لایا۔ اور اس نے اسے بطرح سے غیر متبادانہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ جواب باصواب دینا ہمارا فرض ہے جب آپ کے و اخطیون مبلغین میں قسام ازل نے انصاف کا مادہ رکھا ہی نہیں تو اس کا علان کیا ہے خدا تعالیٰ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن دشمنان قرآن خود کو کجروی اختیار کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا زیرِ بحث شیعہ مسلمان نہیں تھا۔ نہ ہی موسیٰ کلیم اللہ اس وقت دعوت پر مامور تھے۔ اور نہ اس نے اپنی قوم میں کوئی تبلیغ کا سلسلہ جاری کر کے کچھ لوگ مومن بنائے تھے۔ اس وقت وہ فطرتاً ہی ایشی خدا کا نیک اور قبول بندہ تھا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ہی ضرب سے حکم قضا و قدر قطعی مر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام جو فاضل و مہر مگر تقریباً پانچ سو قبل و درات دن بھاگتے ہوئے شہر مدین میں شعیب پیغمبر علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ وہاں دس دن گزار

مصر کو واپس روانہ ہوئے۔ رات کے وقت طور کے پاس جنگل میں رب الغرت نے بلا واسطہ نبوت عطا کر کے فرعون کی طرف رسالت پر مامور فرمایا۔ اور اس شیعہ کا ذکر جو اوپر مذکور ہوا۔ اس ماموری سے دس سال پہلے کا ہے جس سے صاف اور بین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ عقیدہ ناموسن اور مسلمان نہ تھا۔ اس تشریح کے بعد میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ بھی ویسے ہی شیعہ ہیں۔ جلیلا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والہام کا مذکورۃ الصدر شیعہ لہذا حکم راجحہ الجنس دیمیل الی الجنس) آپ لوگ اس کا نام بار بار دہراتے ہوئے تھکتے ہی نہیں۔ بتاؤ اب دوسرا کون سا سوال ہے۔

**کتاب علی (ردوم)** یہ کہ آپ کا سنی ملا جبار سلطان الواعظین موضع ریثاں تحصیل سنگو کے سپرد مروت اہل بیت کا وعظ تھا۔ اس میں اس نے کون سے نکات بیان کئے اور آپ کو کون سا اعتراض ہے.....

بتگشت اوس کے متعلق میں نے سولہویں ملاقات میں مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا ارادہ تھا کہ شیعوں کی خاطر وہ مؤثر رسمی اہل بیت کو قرآنی الفاظ میں تفسیر دیکر فرض ثابت کرے۔ مگر اس کو علاقہ کو رم مقام شلو زان کا ذلت آفرین واقعہ یاد آیا۔ اس واسطے لب کشائی سے پرہیز کر کے ادھر ادھر بے بنیاد ذکر وادکاریں گزار کر مبلغ پی ش روپیہ انعام شیعوں سے حاصل کر کے راہی ریاست اسب ہوا چند سال قبل ہی ذات شریف پاڑا چٹا میں رونق آفریختے۔ اہل شیعہ کے دور ہنہا میر سید شاہ سید جوئی لپتوں سے منبر لڑامیہ کے پیر اور پیشوا چلے آئے ہیں اس مذکورہ ملا جبار کو موضع شلو زان میں اپنے ہمراہ لے جا کر اپنے مریدوں میں دُغٹ وراپوا کیا۔ کہ آؤ ایک سنی ملا کے ربانی اپنے اماموں کا جاہ و جلال سنو۔ اور اپنے مذہب کی حقانیت کا مطالعہ کرو۔ (ملا جبار کی تقریر اور قرآن کی نادر تفسیر) مومنین منو کا لام بانی اور اس کے حقیقی معانی رافاعہ رضا الامانہ علی السموات والارض والجبال فادب ان یحمدنہا و اشفقن منها و حمدا لا ھما الا ھما) یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بار امانت کو آسمانوں اور زمین اور بیڑوں پر پیش کیا لیکن وہ اس کے اٹھانے کی طاقت اپنے میں نہ پا کر ڈر گئے اور انکار کیا۔ لیکن انسان نے اس کو اٹھایا۔ ملا جبار علیہ ما علیہ نے کہا اے مومنین وہ بار امانت جو زمین بیڑوں بلکہ آسمانوں سے بھی نہ اٹھایا جا سکا۔ اس کو حسین نے میدان کر بلا میں اٹھا کر دکھایا۔ جسوقت آنحضرت کا سر مبارک نیزہ پر بلند کیا گیا۔ تو حضور سرور دو جہاں رسول خدا نے آکر حسین کے دوش یعنی مونڈھے پر اپنے مقدس ہاتھ رکھ کر آفرین کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ شاباش میرے فرزند شاباش وہ بار امانت جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں سے نہ اٹھایا جا سکا۔ وہ آپ نے اٹھا کر میری آنکھوں کو تازہ کیا۔ اور میری شان اور وقار کو بڑھایا۔.....

برادران کرام و ناظرین، پھر کیا تھا۔ کرم کے شیعہ قوم طوری بالخصوص میاں کے مریدان الموسوم بہ ملنگاں، و احسین یا حسین کے نعروں سے کوہ سفید کو بھی جکے دامن میں موضع مذکور یعنی شلو زان واقع ہے۔ ہا دیبا۔ اسس درمیان میں رافضیہ کے ایک سید عبدالحسین نام نے جو تیس برس سے زائد عرصہ شہر ملنگاں ایران میں گزار چکا ہے۔

اور اپنے مذہب کے علم سے بہرور ہے اٹھکرا شنا دیا۔ مولوی صاحب ذرا آگے بڑھ کر اس آیت کو پورا کر دو۔ پھر کیا تھا کسی طرف بھی راہ فرار نہ ملا۔ ایک بت بے جان کی طرح بے حس اور بیہوش کھڑا رہا۔ پھر تو سونے پر ہمالہ کا مثل اس فقرہ سے ہوا کہ مولوی صاحب عبدالحق شیعہ نے پکار کر کہا کہ اس شخص نے توحید کی عزت اور وقار کو خاک میں ملا دیا کیونکہ بار اٹھانے والے انسان کے متعلق خدا تعالیٰ اسی آیت میں فرماتا ہے رَاٰۤیَ کَانَ ظَلُمًا جَہُولًا کیونکہ وہ انسان اپنے خفی میں بڑا نادان اور جاہل تھا۔ کہ اس نے بے سوچے سمجھے اس بارگراں امانت کو اٹھالیا۔ اور اپنے پر بڑا بھاری بٹکم کیا۔ دیکھو مومنین اس سخی مولوی نے مرثیہ بنانا کر اور سالہا سال سے ماتم سراویں میں پڑھ کر تہنہاری دولت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے زعم میں ہماری تبر ابازی کا خوب بدلہ لیا حسین کو تھائے سائے بڑا ظالم اور بڑا جاہل ثابت کیا۔ اسکے بعد ہر طرف سے اس دنیا پرست رسمی ملاکی بدولت ہمارے مذہب اور ہمارے مسلمہ بزرگوں بلکہ خدا تہ کے ذی عزت اور پسندیدہ بندوں یعنی صحابہ کبار کو لاتعداد صلواتیں سنائی گئیں۔ اور قریب تھا کہ اس کو قتل کر کے خس کم جہاں پاک کا مصداق بناتے کیونکہ کرم میں تخریرات نہ جاری نہیں۔ اور وہ نیم یا خستہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن مذکورہ پیروں کی بدولت جو اس کو لے گئے تھے قتل ہونے سے بچ گیا۔ مگر اُسے طمع نفسانی اور عادت در فوہ گوی اس ذلت کے بعد بھی اسے صبر نہ ہوئی۔ اس کے بعد سالہا سال سے آج تک جہاں بھی شیعوں کا جلسہ یا ماتم کے لئے جگہ ملے وہاں اس حضرت کو موجود پایاؤ گے۔ اور پشتوں میں مرثیہ سازی اور گانے سے مرجا کے ساتھ کچھ پیسے بھی ہاتھ آجاتے ہیں۔ اس کا اپنا خود ساختہ ایک مرثیہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول خدا نے عرش مجید پر ایک معراج کیا۔ توحید نے اپنا سر کو اگر سات معراج کئے ہیں۔ اگر کسی وقت ضرورت پڑے تو جہنم لٹتو ہیں اسکو اسی شمس الاسلام میں شائع کروں۔ اس ملا صاحب کو آپ شیر قالدین نہ سمجھیں بلکہ یہ حضرت اس ایرانی پہلوان ہرام کی طرح ایک زبردست ہستی ہے رک جسنے اپنے وصف میں کہا تھا.....

(ہرام آں پیل دمان و نیم آں شیر ملیہ۔ نام ہرام مرا ویدرم بوجلیہ) اس نے جبکہ کہ شیعوں کو اپنے قابو میں کر لیا ہے لیا سنیوں کے لئے بھی آفت کا پر کا لہے۔ چنانچہ گذشتہ سال جب کونسلوں کے لئے ووٹوں کا موسم آیا۔ تو جلالی اساتذہ کو باٹ کے کہنے پر کھڑے گدی نشین کے حق میں وعظ کرتا ہوا۔ یہ گوہر افشانی بھی کرتا رہا۔ کہ جو کھڑے کے قیاد کے واسطے جو آل رسول ہے۔ اپنا ووٹ نہ دے۔ وہ جذام کے مرض میں مبتلا ہو کر نہایت ماکارہ موت سے اس کا خاتمہ ہو گا۔ بجلایہ تو دیکھئے کہ گجا آل رسول کیا کونسل کی ممبری اور گجا اسکے ہم نوا نہ ہونے پر جذام کا مرض اور بری موت رانا للہ و رانا للہ و انالیہ راجون) اب آپ ہی اس کا فیصلہ کریں کہ ہم اس کو شیعہ کہیں یا سنی آپ کو عباس کی قسم کہ اس کے نام کیا تھے ملا مغر ز خطاب علم کی تہک ہے یا نہیں رہاں اسی ووٹوں کے متعلق ایک دوسرا واقعہ بھی یاد آیا کہ ہمارے ہی پڑوس مقام مہیاں میں جو منگو سے آٹھ میل ہے چند کون کی خاطر شیعوں کے برخلاف ایک کو باٹی بلکہ کیانی غیر ملکی شیعہ



کے لئے ہمہ تن مصروف رہا جس کی وجہ سے منگو جامع مسجد کا دروازہ اس کے لئے بھی بند ہوا۔ کیا محال کہ اس کے اندر ایک دن بھی کسی جمعہ نماز میں شامل ہوا ہو۔ اگر بالفرض آتا تو اپنے عمل کھیل سے (گندم از گندم برود جو جو) کے اپنے دامن کو بھر لو پاتا۔

**کلب علی**، اس قدر سبب اور تفصیل کے ساتھ بیان کرنے سے کیا حاصل۔

**بنگش**۔ محض اہل سنت کی آگاہی اور ہدایت مد نظر ہے۔ کہ ایسے مآرستین و رنژوں کو نینا ملا اور اپنا آشنا سمجھ کر بے خبری میں ان پر بھروسہ نہ کریں۔ اسی ہم مذہبی نمائش سے ہندوستان میں رخص کا قدم چم گیا۔ رملان خط ہو کتاب۔ انساب السادات بحر الانساب، اور کتاب مجالس المؤمنین قاضی نور اللہ شوستری۔ کہ روافض نے کس طرح لباس اہل سنت و محدث مفتی و مدرس بنکر خلق خدا کو گمراہ کیا ہے۔ اور صراطِ مستقیم طریقہ مسنونہ نبوی سے روگردان کر کر تفتیہ باز بنا گئے ہیں۔ چنانچہ ایک رافضی آل ابوطالب بعد حسرت و فطرت ہے۔ کہ کیا کروں اپنی شرک آموز تعلیمات کو ظاہر نہ کر سکوں۔ اور منافقت کے لباس میں سالہا سال دینِ حدیث دیتا رہا۔ زرا نکہ از سر حد کابل تا بخارا کشتنی است، بحر الانسابؒ لہذا ہم نے اپنے اوپر یہ امر فرض جانکر مقرر کر دیا ہے۔ کہ تا با امکان اپنے برادران اسلام کو رافضیہ بالخصوص ان کے ہوا وین اسلام نما افراد سے خبردار کرتا رہوں تاکہ ان سے اپنے جانوں اور اولادوں کو بچائے رکھیں۔ بلکہ ہر ایک ذی علم مسلمان پر یہ امر فرض ہے۔ بصورت کو تا ہی اپنے پس اندازوں کو کفر اور گمراہی میں چھوڑ نہ دے۔ تباؤ اور کیا سوال ہے (سو حکم)

**کلب علی**۔ کیا آپ کے امام ابو حنیفہ ہمارے امام حضرت جعفر ابن محمد مافر کے شاگرد ہیں یا نہ۔

**بنگش**۔ آپ کون سے جعفر کے متعلق پوچھتے ہیں سنی المذہب یا شیعہ.....

**کلب علی**۔ کیا جعفر بھی وہ ہیں۔

**بنگش**۔ بلکہ تین ہیں۔ ایک آپ کا جعفر صاحب بلقب بہ صادق جو مذہب رافضی اور شیعہ ہیں۔ دوسرا بھی آپ کا جعفر کا ذب یعنی چھوٹا جعفر جو علی نقی امام دہم کے فرزند ہیں۔ اور تیسری نقویہ کے جد امجد (ملاحظہ ہو بحر الانساب صفحہ ۲۲۵) اور تیسرا وہ ہے جس کو اہل سنت متقی اور پرہیزگار اور عالم باعمل سنی المذہب سمجھتے ہیں۔

**کلب علی**، اس قدر تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ ابو حنیفہ امام جعفر صاحب یعنی ہمارے امام کے شاگرد تھے۔

لیکن اصلی علم کو ان سے چھپاتے تھے۔ بحوالہ ذیل:-

وہ و شاگردی ابو حنیفہ نسبت حضرت امام جعفر اس قدر بودہ کہ از آن حضرت بعض از احادیث شنیہ و چون

آنحضرت اور از مرد و دواں سے شمرند از تلقیہ نے نمودہ اظہار مذہب حق باو نے نمودہ (مجالس المؤمنین ص ۲۲۵)

**بنگش**۔ جادوہ جو سر پر چڑھکے ہوئے آپ کا فرمانا درست اور قبول کیا۔ یہ خدا کا فضل نہیں کہ آپ ہی کے

زبان سے آپ کا صادق کیا سے کیا بن گیا۔ آپ سنتے جائے۔ اور اپنے محققین و متحققین و مبلغین و سلاطین  
الو اعظمین کے سامنے رکھ کر اپنے مذہب پر خوب دل کھول کر ماتم کر لیجئے۔

(اول) آپ کے پیشوائے مذہب رافضہ ہندوستان کے شہید ثالث علیہ السلام نے بحوالہ صدر تسلیم کیا  
ہے کہ جعفر صاحب حضرت ابو حنیفہ سے تقبیہ کرتے ہوئے مذہب حق کو اس سے چھپاتے رہے بجز چند حدیثوں کے  
اچھا پھر یہ تو بتائیں کہ جو حدیثیں بھی امام ابو حنیفہ نے اپنے استاد جعفر سے سنیں وہ کیونکر سچی ہوں گی۔ اور کون سی دلیل  
سے اس کو سچی اور صحیح حدیثیں تسلیم کریں۔ جب کہ اظہار حق اور سپر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ تو خواہ مخواہ ماننا پڑ گیا۔ کہ  
اس نے جھوٹی حدیثیں بنا کر رسول خدا پر افراء کیا۔ کیونکہ اگر سچی احادیث اس پر ظاہر فرماتے تو یہ اظہار مذہب حق  
بن جاتا۔ جس کے صادق خواہاں نہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جھوٹی حدیثوں کے بنانے اور تعلیم دینے کے جرم کے مرتکب  
ہوئے بقول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (من کذب علی متعمداً فلیتبعہ مقلدوہ مقعدوہ من النار)  
(کافی کتاب العلم ص ۳) یعنی جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اس کی نشاندہ گاہ دوزخ کی آگ ہوگی۔

ردوم ۲ قال رسول اللہ اذا اظهرت البلاغ فی امتی فلینظرہ العالم علماہ فمن لم یفعل  
فعلیہ لعنة اللہ (کافی کتاب العلم ص ۳) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت  
میں بدعتیں رونما ہوں تو عالم پر لازم ہے کہ ان کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ اور اگر نہ کریں تو ان پر لعنت ہو اللہ کی۔ کیسی  
سیدھی بات اور سیدھا راستہ صراط المستقیم خداوندی ہے۔ اور کیسا صاف اور شستہ دستور العمل ہے لیکن  
رسمی تشہید ثالث جس کا نام نامی آپ کے ماں رسید نور اللہ شوستری قاضی القضاۃ ہند ہے (کیسا صریح اور  
واضح لفظوں میں اپنے امام بانی مذہب امامیہ کو اس لعنت الہی میں آلودہ بتاتے ہیں کہ امام مذہب حق کو ابو حنیفہ  
پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس سے چھپاتے رہے۔

رسموم ۱ کافی میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر سے پوچھا۔ کہ کیا واقعی مولانا علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح  
خلیفہ ثانی عمر فاروق سے کر دیا تھا۔ تو اس نے جواب دیا وہ ہوا اول فرج عصبت منہ۔ اور یا .....  
ہوا اول فرج غضبناہ) مراد دونوں جہلوں کا ایک ہے ترجمہ یہ ہوا کہ وہ اول فرج ہے جو ہم سے یعنی ہمارے  
گھرانے سے بڑو چھینا گیا ہے۔ حالانکہ یہی واقعہ ادب اور تہذیب سے بھی ادا کیا جاسکتا تھا۔ اور وہ اس طرح  
پر کہ ہمارے خاندان طہارت کی وہ اول عقبہ مظلومہ ہے جس کو ایک جابر زور چھین کر ہم سے لے گیا تھا۔ ...  
اس فحش گوئی کا نتیجہ خود اسی ابو عبد اللہ امام جعفر صاحب کے زبان مبارک سے سنو کیا فرماتے ہیں۔

در قال من علامات الشوک الشیطان الذی لا یشک فیہ ان یکون فحاشا لا میالی  
ما قال ولا ما قیل فیہ (اصول کافی کتاب الامان والکفر ص ۵) کہ شیطان کی علامات شرک میں سے

جس میں کوئی شک نہیں۔ فحش گوئی اور بدزبانی ہے کہ جو کچھ منہ پر آئے بے دھڑک منہ سے نکالے اور یہ خیال بھی نہ رکھے کہ میں نے کیا بولا۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دیکھ کلب علی اس ایک ہی فقرہ میں چھ پاک اور مقدس تینوں کو کیسی ناپاک گالی ہوئی (ام کلثومؓ و عمر و سبطین و زہراؓ علیہ السلام)۔ جملہ راشد اندیز یک جملہ دشنام جلی (پچھارم) جعفر صاحب کا ارشاد ہے رجوی لہ من الفضل مثل ماجری لمحمد و لمحمد الفضل علی جمیع من خلق اللہ عز و جل (کافی کتاب الحجۃ ص ۱۱) یعنی جو فضل اور بزرگی حضرت محمد مصطفیٰ کے لئے ہے وہی مرتبہ اور بزرگوری علی مرتضیٰ کو حاصل ہے حالانکہ محمد مجتبیٰ خدا کی تمام مخلوق میں افضل ہیں۔ اس ارشاد جعفری کی بنا پر ماننا پڑیگا۔ کہ علی تمام انبیاء سے افضل ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو ہوا رافضی جعفر۔ کیا ایسے شخص سے تعلیم حاصل کر کے امام اعظم حبیب سراج الامت کروڑوں بلکہ اربوں مسلمانوں کو ورطہ ضلالت میں گرا کر سختی زندان جہنم بناتے۔ اصحاب ثلاثہ برگزیدگان خدا سلام اللہ علیہم کے ایمان کا انکار کرنے والے بیہین اپنے امام اجل کے طرز عمل کو تو دیکھیں.....

(امدم جو سی مطلب) رہا وہ جعفر ابن محمدؑ نو اسے علی بن حسین جس کے مبارک خاندان اور ذی عظمت سلسلہ سے ہر ایک ایماندار مسلمان کا دل وابستہ ہے اور جو طریقہ مسنونہ محمدی پر نہ دل سے قدم زن تھے۔ وہ اگر امام ابو حنیفہ کے استادوں میں شمار کئے جائیں تو بھی ہمارے لئے واجب التعظیم اور اگر نہ بھی ہوں تو بھی ہمارے لئے محترم۔ اس تقریر سے آپ پر واضح کیا گیا کہ ہم سنی المذہب جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے جو عالم و عامل بالقرآن و الحدیث تھے۔ منکر نہیں بلکہ ان کو بزرگ اور ولی اللہ سمجھتے ہیں نہ وہ کسی مذہب کے بائی تھے۔ اور نہ ان کو زہد اور عبادت الہی سے فراغت حاصل تھی۔ رافضی جس قدر خلاف قرآن و سنت مشرکانہ مسائل ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ ان کا دامن ان عیوب سے پاک تھا۔ مثلاً اصحاب پنجم سے عداوت اور موجودہ قرآن کی صحت و سچا الفت انکی مثال بحسبہ ایسی ہے جیسی کہ انجیل کی مشرکانہ آیتوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا..... لہذا آپ کو کہتا ہوں اور بچاؤ و سندھ اور دیگر صوبوں کے حوام کو ستانا اور دل نشین کرنا ہوں.....

کہ جیسا شیعوں کا جعفر جدا ویسا ہی رافضی کا خدا بھی جدا رسول بھی جدا قرآن بھی جدا ایمان بھی جدا علی بھی جدا حسن حسین بھی جدا۔ امام شہدی بھی جدا۔ آل رسول بھی جدا۔ اور اہل بیت کا مفہوم بھی جدا۔ اس لئے ہم کو کسی شیعہ جعفر کے مرنے پر کوئی تعجب نہیں۔

کلب علی۔ آپ کہاں سے کہاں جا پہنچے اور یہ کیسے عجیب شگوفے نکالے کہ نہ دید و نہ شنید۔

بگوش انشاء اللہ تعالیٰ یہ سائے شگوفے ایک ایک کر کے آپ کے سامنے رکھے جائیگے۔ اور خدا کے بے خبر بندوں کو آل ابوطالب المشہورہ سادات رافضہ روزمرہ دین حق سے ورنہ اگر فرض کے جال میں پھنسا ہے ہیں جبردار۔

# عرض حال

**تبلیغ احکام الہی** ماہ جنوری میں مولوی منیر شاہ صاحب نے تحصیل بھلووال اور شاہ پور کے ۲۰ دیہات میں کلکتہ میں مقیم ہیں۔ میزرائیوں کی تبلیغی جدوجہد کا مقابلہ کرنے کے لئے مولوی صاحب موصوف ابھی مزید چند ماہ وہیں مقیم رہینگے۔

کرشن نگر رصوبہ بنگال میں کچھ عرصہ سے میزرائیت کے جراثیم غاص ہو رہے تھے۔ میزرائیوں کا ایک مبلغ دہاں کنی ماہ سے فتنہ انگیزی میں مصروف تھا۔ حضرت مولانا سید عبدالسلام شاہ صاحب مجددی اور سیٹھ صاحبی عبدالوہاب صاحب اور مولانا مہر الدین احمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر کرشن نگر کالج کے ارشاد کی تعمیل میں مدیر شمس الاسلام ماہ جنوری کے اخیر میں کرشنا نگر پہنچا۔ میزرائی مبلغ کے ساتھ مولانا مہر الدین احمد صاحب کے مکان پر دو گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ میزرائیوں نے کسی پبلک جگہ پر مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا ہم فروری ۱۹۳۳ء کو اسلامیہ سکول کے وسیع صحن میں شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا حبیب اللہ صاحب کی باطل شکن تقریر سے متاثر ہو کر میزرائیت کے فریب خورہ اشخاص کی ایک جماعت صدر جلسہ کی اجازت سے میزرائی مبلغ کو جلسہ عام میں جواب دینے کے لئے آئی۔ مدیر شمس الاسلام نے بحیثیت صدر جلسہ میزرائی مبلغ کو قسم کا اطمینان دلایا۔ اور اسے کہا کہ ایک حوالہ بھی اگر کسی کتاب کا غلط بیان کیا جائے۔ تو ہمیں اس غلطی کے واضح کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ میزرائی مبلغ کی موجودگی میں مولانا حبیب اللہ صاحب اور مدیر شمس الاسلام کی میزرائیت شکن حقیقت فرس اور محرکۃ الآرا تقاریر ہوئیں۔ میزرائی مبلغ کو ہر چند تعمیر دلائی گئی مگر اسکے لبوں پر جو ہر سکوت لگ چکی تھی اس کا ٹوٹا محال تھا۔ جلسہ کے اختتام سے پہلے میزرائی مبلغ صاحب فرار ہو گئے۔ مگر چند جو شیلے نوجوان اس کے پیچھے بھاگے اور اسے سڑک سے پکڑ کر جلسہ میں لے آئے اور توبہ کرنے یا جواب دینے پر مجبور کرنا چاہا مگر مدیر شمس الاسلام نے میزرائی مبلغ کی بے بسی پر رحم کھا کر اسے ان نوجوانوں کے چپکلی سے آزاد کر دیا۔ ورنہ خطہ ہٹا کر اس کی وارھی کے پال بھونبرک حاضرین میں تقسیم ہو جاتے۔ حد مذہب پر حقیقت مزرائیت واضح ہو گئی اور جلسہ کے خاتمہ پر ایسے اشخاص نے جو میزرائیت قبول کر چکے تھے۔ اپنی توبہ کا اعلان کر دیا۔ اور کرشن نگر کی زمین سے اس فتنہ کی بنیاد اکھڑ گئی۔ فالحمد للہ علی ذلک

مدرسہ الاسلام نے کرشنا نگر سے واپسی پر کلکتہ کانپور اور دہلی میں بھی مختصر قیام کیا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی نے ماہ فروری میں کرناٹ، شاہ پور، صابووال، خوشاب وغیرہ کا دورہ کیا۔

دارالعلوم عزیزیہ کے طلبہ کا سہ ماہی امتحان ۲۱ فروری کو ہوا۔ حسب ذیل کتب کا تعلیم الاسلام امتحان لیا گیا۔

صحیح مسلم - تافہی مبارک - حمد اللہ - میز آمد امور عامہ - قطبی شمع میر - بیہدی - ملا حسن - مسلم الشوٹ  
صدر - شرح اشارات - ایسا خوجی - نور الابصاح - قال اقول - قدوری - شرح تہذیب - صغری - کبری  
بدایہ اخیرین - حشامی - کافیہ - بدایہ اولین - کنز الدقائق - شرح جامی - مطول - شرح وقایہ - نور الانوار فی باوی  
مالائیکہ - نام حق - بوستان - کتاب النوح - مختصر معانی - کتاب الصف - البواب الصف - گلستان  
خویش - فصول الکبری - دیوان سحابیہ - بدائع منظوم - مراخ الارواح - کریا متین - اصول شاشی  
نتیجہ کے لحاظ سے دارالعلوم کی حالت بہتر معلوم ہوتی ہے۔

## فہمت الذہن کفر

بسم اللہ اشاعت اکبریت  
(۱۸) سوال

رئیس المتصوفین زبدۃ العارفین حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ علماء ظاہریہ جو معارف باطنیہ سے اجنبی محض ہوتے ہیں صاحبانِ قوت قدسیہ کو جو مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کے مشرف کئے جاتے ہیں۔ مدعی نبوت اور ناسخ شریعت ٹھہرا کر اسلام سے خارج اور کافر کہہ دیا کرتے ہیں۔ ..... پس کیا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ بیان صحیح ہے اور کیا نے واقع علماء ظواہر ہمیشہ اہل عرفان کے مخالف رہا کئے ہیں۔

### جواب

(۱) حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ درست ہے۔  
(۲) اس چودھویں صدی ہجری میں فرقد مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور صاف صاف کہا ہے۔

”سما را دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں“ (اجارہ قادیان - ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)  
اور کتاب الرعین منبر کے صفحہ ۷، ۷، ۷ پر مرزا قادیانی نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے

اور اس کے مرید قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے اپنی کتاب النبوة فی القرآن کے صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ پر تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اربعین میں تشریف لے جانے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ پس مرزا قادیانی کی تحریریں اور تقریروں اور اس کے دعویٰ نبوت و رسالت کی بنا پر علمائے اسلام نے اسے کافر کہا ہے۔ مگر کسی ولی نے آج تک دعویٰ نبوت نہیں کیا لہذا شیخ اکبر کا کلام میرزاؤں کے لئے مفید نہیں۔

### سوال (۱۵)

قدوة العلماء الربانیین حضرت شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں ان النبوة التي انقطعت بوجود رسول الله صلى الله عليه وسلم انما هي نبوة التشييع لا مقامها فتوحات مكية جلد ۱ ص ۳۲۸  
ہاں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ صاف صاف بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے صرف نبوت تشریفی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لیکن مقام نبوت باقی ہے۔

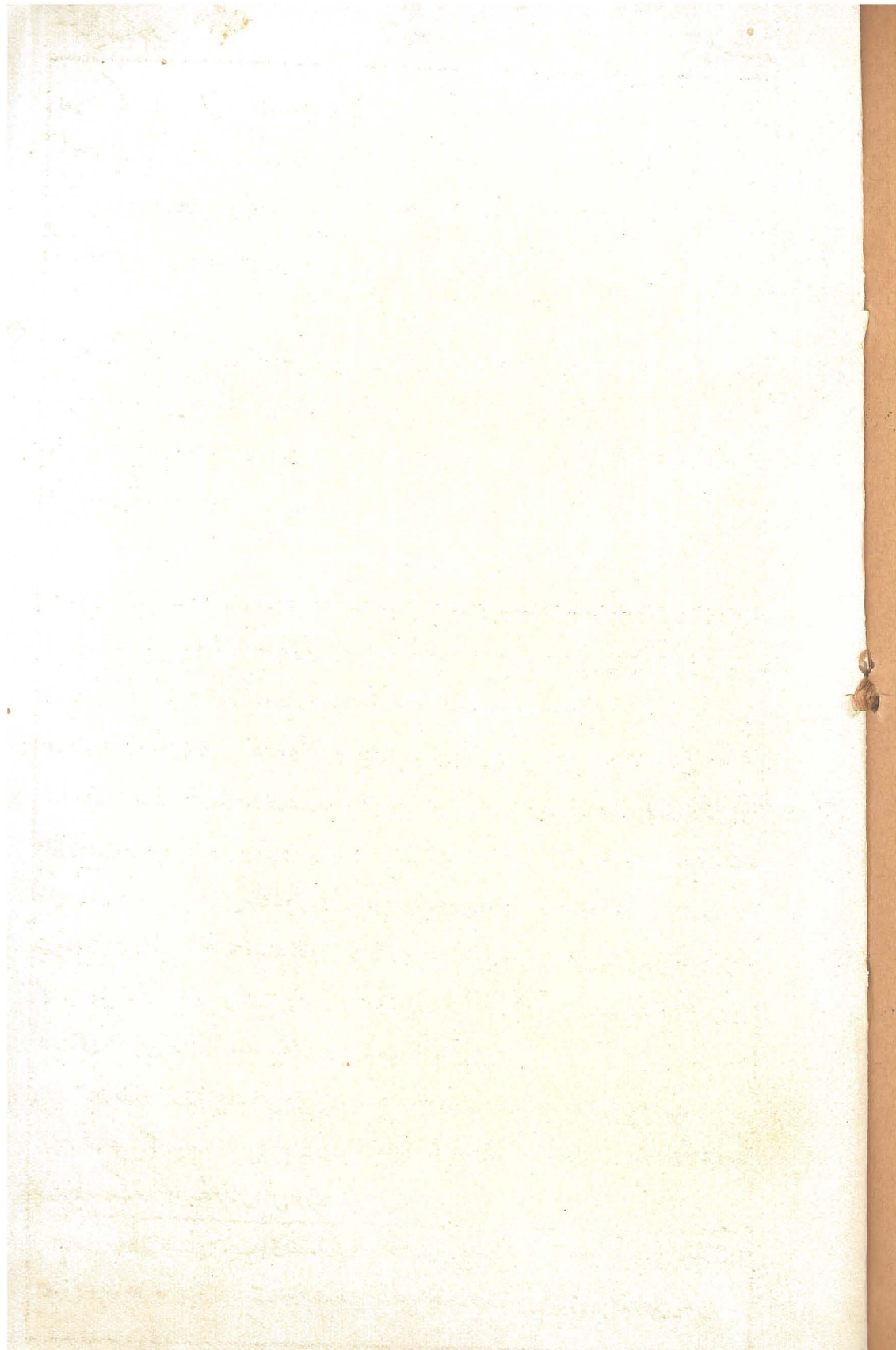
### جواب

اصل میں بات یہ ہے کہ انہوں نے مقام رسالت کو تشریفی نبوت فرمایا ہے اور مقام ولایت کو غیر تشریفی نبوت قرار دیا ہے یہ ان کی اصطلاحیں ہیں۔ کتاب فصوص الحکم میں صاف فرماتے ہیں کہ ولایت باقی ہے مقام رسالت بند ہے۔ کتاب فتوحات مکیہ جلد سوم کے صفحہ ۲۳۸ پر صاف صاف لکھتے ہیں۔

واعلم ان لنا من الله الا لهما لا الوحي فان سبيل الوحي قد انقطع بموت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كان الوحي قبله ولي محي خيرا لحي ان بعده وحيا كما قال ولقد اوحى اليه والي الذين من قبله ولم ينزل كرسيا بعده وترجمہ اور جان لو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے صرف الہام ہوتا ہے۔ وحی رسالت قطعاً نہیں ہوتی اس لئے کہ وحی رسالت کا دروازہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بند ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وحی موجود تھی اور کسی خبر الہی نے ہمیں نہیں بتلایا۔ کہ آپ کے بعد بھی وحی کا اجراء باقی رہے۔ جیسے قرآن مجید میں فرمایا کہ یقیناً آپ کی طرف وحی کی گئی۔ اور آپ سے پہلے نبیوں کی طرف بھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد وحی رسالت کے متعلق نہیں فرمایا۔

اس کے علاوہ حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ جلد سوم کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے،  
”فما بقی الا ولياء اليوم بعد ارتفاع النبوة الا التعريف (ترجمہ) پس آج کے دن نبوت کے بند ہو جانے کے بعد سوائے عرفان الہی اور کچھ باقی نہیں۔“

جلسہ سالانہ امسال حزب الاذصار بھیرہ کا سالانہ اجلاس ۲۵، ۲۶، ۲۷ مارچ ۱۹۳۸ء مطابق یکم، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء بمقام جامع مسجد بھیرہ منعقد ہو گا۔ شائقین ان تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔





۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰